ماہنامہ
# انصار اللہ

فروری 2007ء
تبلیغ 1386 ہش

## طالمود میں ذکر ہے کہ

It is also said that he shall die, and his kingdom descend to his son and grandson.

(Talmud by Joseph Barklay
Chapter - V- P.37 London, 1878)

ترجمہ: یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب وہ (مسیح۔ناقل) فوت ہوگا تو اس کی سلطنت اس کے بیٹے اور اس کے پوتے کو منتقل ہوگی۔

ایڈیٹر
نصیر احمد انجم

احمدی انصار کی تربیت کیلئے

ماہنامہ

# انصار اللہ

ایڈیٹر: نصیر احمد انجم

تبلیغ 1386 ہش فروری 2007ء

جلد نمبر ........................ 48

شمارہ نمبر ........................ 2

فون نمبر: 047-6212982 فیکس نمبر: 047-6214631

ای میل: ansarulah60@yahoo.com

نائبین: ریاض محمود باجوہ۔ محمود احمد اشرف۔ صفدر نذیر گولیکی

## اس شمارہ میں

| | |
|---|---|
| اداریہ | صفحہ 2تا3 |
| آنے والے موعود کی باون علامات | 4 |
| القرآن: زمین وآسمان کا نور | 6 |
| حدیث نبویؐ: میانہ روی | 7 |
| عربی منظوم کلام | 8 |
| فارسی منظوم کلام | 9 |
| اردو منظوم کلام | 10 |
| کلام الامام: اصل کیمیا تقویٰ ہے | 11 |
| حضرت مصلح موعودؓ کا انفاق فی سبیل اللہ<br>مرتبہ: مکرم صفدر نذیر گولیکی صاحب | 12تا20 |
| وقف جدید کا تعارف<br>تحریر: مکرم مرزا خلیل احمد قمر صاحب | 21تا31 |
| حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی ماموریت کا چھبیسواں سال | 32تا39 |

پبلشر: عبدالمنان کوثر
پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ
کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ: انیس احمد

مقام اشاعت: دفتر انصار اللہ
دارالصدر جنوبی ربوہ (چناب نگر)
مطبع: ضیاء الاسلام پریس

شرح چندہ: (پاکستان)
سالانہ ............ ایک سو روپیہ
قیمت فی پرچہ ...... ۱۰ روپے

اداریہ

# پیشگوئی مصلح موعود ۔۔۔۔۔ ایک عظیم الشان نشانِ آسمانی

۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو ایک اشتہار میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر پیشگوئی مصلح موعود شائع فرمائی۔ یہ پیشگوئی درحقیقت خدا تعالیٰ کے وجود سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی حقانیت اور دینِ حق کی صداقت کا عظیم الشان نشان ہے۔ وہ لوگ جو ذات باری تعالیٰ اور اس کی صفات کے منکر، اپنے خالق سے رشتہ توڑ چکے تھے ان کے لئے یہ پیشگوئی ایک عظیم الشان حجت تھی۔ حضرت اقدسؑ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر فرمایا:

''۔۔۔۔۔۔خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے جلشانہٗ وعزّ اسمہٗ مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔ اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا ۔۔۔۔۔۔ اس کے ساتھ فضل ہے۔ جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے)۔ دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاوّل والآخر مظہر الحق والعلاء کأنّ اللہ نزل من السّماء۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَکَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا'' (اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

اس کے بعد حضرت اقدسؑ نے ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں فرمایا۔

''یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشان آسمانی ہے۔ جس کو خدائے کریم جل شانہٗ نے ہمارے نبی کریم ﷺ کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے''

نیز فرمایا: ''بفضلہٖ تعالیٰ واحسانہٖ و ببرکت حضرت خاتم الانبیاء ﷺ خداوند کریم نے اس عاجز کی دعا کو قبول کر کے ایسی

بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا ہے جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی"

حضرت اقدس نے مصلح موعود کی پیدائش کے لئے نو سال کی معیاد کا ذکر بھی فرمایا چنانچہ اس اشتہار میں لکھا:

"ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا خواہ جلد ہو خواہ دیر سے بہر حال اس عرصہ کے اندر پیدا ہو جائے گا"

جب حضرت اقدس کے ہاں بشیر اول کی ولادت ہوئی اور ۴ نومبر ۱۸۸۸ کو وفات ہوگئی تو حضرت اقدس کی پیشگوئی کو تضحیک و استہزاء کا نشانہ بنایا گیا جس پر آپ نے سبز اشتہار شائع کیا اور اس میں یہ تصریح فرمائی کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں درحقیقت دو پیشگوئیاں تھیں۔ "مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے" ان الفاظ تک بشیر اول کے متعلق پیش گوئی تھی اور اس کے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔"

(سبز اشتہار مجموعہ اشتہارات جلد اجدید ایڈیشن صفحہ ۱۵۲)

اس پیشگوئی کے جو اغراض و مقاصد تھے ان سے صاف نظر آتا ہے کہ یہ پیشگوئی آئندہ کسی زمانہ میں ظہور پذیر نہ ہوگی بلکہ اپنے مقاصد عالیہ کے پیش نظر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہی اس کا ظہور ہونا تھا مثلاً

○ خدا نے یہ کہا "تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں" ○ تا دین (حق) کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو ○ تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ ○ تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں اور جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ ○ تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ ○ تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اس کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفی ﷺ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے تا کہ مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے اور پتہ لگ جائے کہ وہ جھوٹے ہیں۔

ایک ادنیٰ تدبر سے ہر ذی عقل و فہم اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے۔ کہ مذکورہ اغراض و مقاصد کے پیش نظر پسر موعود (مصلح موعود) والی پیشگوئی حضرت اقدس کی زندگی میں منصۂ شہود پر آنا ضروری تھا نہ کہ ایک لمبے عرصہ اور صدیوں بعد۔

پس یہ نشانِ آسمانی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ......... کی ولادت جو کہ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو ہوئی، کے ذریعہ پورا ہوا اور جس قدر بھی علامات پیشگوئی کے ساتھ وابستہ تھیں۔ آپ کی ۷۷ سالہ زندگی میں لفظاً لفظاً پوری ہوئیں۔ یہ پیشگوئی جن ۵۲ علامات پر مشتمل تھی انہیں اگلے صفحات پر ملاحظہ کریں۔ ان میں سے ہر ایک اپنی ذات میں ایک الگ پیشگوئی کا رنگ رکھتی ہے۔

# آنے والے موعود کی باون (۵۲) علامات

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود......... فرماتے ہیں۔ یہ بڑی تفصیلی پیشگوئی ہے اور اس سے ظاہر ہے کہ آنے والا اپنے اندر کئی قسم کی خصوصیات رکھتا ہو چنانچہ اگر اس پیشگوئی کا غور سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس پیشگوئی میں آنے والے موعود کی یہ علامتیں بیان کی گئی ہیں۔

**پہلی علامت** یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ قدرت کا نشان ہوگا۔

**دوسری علامت** یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ رحمت کا نشان ہوگا۔

**تیسری علامت** یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ قربت کا نشان ہوگا۔

**چوتھی علامت** یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ فضل کا نشان ہوگا۔

**پانچویں علامت** یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ احسان کا نشان ہوگا۔

**چھٹی علامت** یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ صاحب شکوہ ہوگا۔

**ساتویں علامت** یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ صاحب عظمت ہوگا۔

**آٹھویں علامت** یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ صاحب دولت ہوگا۔

**نویں علامت** یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ مسیحی نفس ہوگا۔

**دسویں علامت** یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔

**گیارھویں علامت** یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ کلمۃ اللہ ہوگا۔

**بارھویں علامت** یہ بیان کی گئی ہے کہ خدا تعالیٰ کی رحمت و غیوری نے اسے اپنے کلمہ تمجید سے بھیجا ہوگا۔

**تیرھویں علامت** یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ سخت ذہین ہوگا۔

**چودھویں علامت** یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ سخت فہیم ہوگا۔

**پندرھویں علامت** یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ دل کا حلیم ہوگا۔

**سولھویں علامت** یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ علوم ظاہری سے پُر کیا جائے گا۔

**سترھویں علامت** یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ علوم باطنی سے پُر کیا جائے گا۔

**اٹھارویں علامت** یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔

**انیسویں علامت** یہ بیان کی گئی ہے کہ دو شنبہ کا اس کے ساتھ خاص تعلق ہوگا۔

**بیسویں علامت** یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ فرزند دلبند ہوگا۔

**اکیسویں علامت** یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ گرامی ارجمند ہوگا۔

**بائیسویں علامت** یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ مظہر الاول ہوگا۔

**تئیسویں علامت** یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ مظہر الآخر ہوگا۔

**چوبیسویں علامت** یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ مظہر الحق ہوگا۔

**پچیسویں علامت** یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ مظہر العلاء کا نشان ہوگا۔

**چھبیسویں علامت** یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ کان اللہ نزل من السمآء کا مصداق ہوگا۔

**ستائیسویں علامت** یہ بیان کی گئی ہے کہ اس کا نزول بہت مبارک ہوگا۔

**اٹھائیسویں علامت** یہ بیان کی گئی ہے کہ اس کا نزول جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔

**انتیسویں علامت** یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ نور ہوگا۔

**تیسویں علامت** یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ خدا کی رضا مندی کے عطر سے ممسوح ہوگا۔

**اکتیسویں علامت** یہ بیان کی گئی ہے کہ خدا اس میں اپنی روح ڈالے گا۔

**بتیسویں علامت** یہ بیان کی گئی ہے کہ خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔

**تینتیسویں علامت** یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ جلد جلد بڑھے گا۔

**چونتیسویں علامت** یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔

**پینتیسویں علامت** یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔

**چھتیسویں علامت** یہ بیان کی گئی ہے کہ قومیں اس سے برکت پائیں گی۔

**سینتیسویں علامت** یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔

**اڑتیسویں علامت** یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ دیر سے آنے والا ہوگا۔

**انتالیسویں علامت** یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ دور سے آنے والا ہوگا۔

**چالیسویں علامت** یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ فخر رسل ہوگا۔

**اکتالیسویں علامت** یہ بیان کی گئی ہے کہ اس کی ظاہری برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔

**بیالیسویں علامت** یہ بیان کی گئی ہے کہ اس کی باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔

**تینتالیسویں علامت** یہ بیان کی گئی ہے کہ یوسف کی طرح اس کے بڑے بھائی اس کی مخالفت کریں گے۔

**چوالیسویں علامت** یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ بشیر الدولہ ہوگا۔

**پینتالیسویں علامت** یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ شادی خاں ہوگا۔

**چھیالیسویں علامت** یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ عالم کباب ہوگا۔

**سینتالیسویں علامت** یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ حسن و احسان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نظیر ہوگا۔

**اڑتالیسویں علامت** یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ کلمۃ العزیز ہوگا۔

**انچاسویں علامت** یہ بیان کی گئی ہے کہ کلمۃ اللہ خان ہوگا۔

**پچاسویں علامت** یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ ناصر الدین ہوگا۔

اکیاونویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ فاتح الدین ہوگا۔

باونویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ بشیر ثانی ہوگا۔

یہ علامتیں ہیں جو اس پیشگوئی میں آنے والے کے متعلق بیان کی گئی ہیں۔

(الموعود۔ انوار العلوم جلد ۱۷ صفحہ ۵۶۲ ـ ۵۶۵)

القرآن

# زمین و آسمان کا نور

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۭ وَيُمْسِكُ السَّمَاۗءَ اَنْ تَقَعَ عَلَي الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

(سورۃ الحج: 66)

ترجمہ: کیا تُو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے جو کچھ زمین میں ہے تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے اور کشتیوں کو بھی۔ وہ اس کے حکم سے سمندر میں چلتی ہیں۔ اور وہ آسمان کو روکے ہوئے ہے کہ زمین پر گرے مگر اس کے حکم سے۔ یقیناً اللہ انسانوں پر بہت ہی مہربانی (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

(اردو ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

# میانہ روی

**عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ الدِّیْنَ یُسْرٌ وَّلَنْ یُّشَادَّ الدِّیْنَ اَحَدٌ اِلَّا غَلَبَہٗ فَسَدِّدُوْا وَ قَارِبُوْا وَاَبْشِرُوْا وَاسْتَعِیْنُوْا بِالْغُدْوَۃِ وَالرَّوْحَۃِ وَشَیْءٍ مِنَ الدُّلْجَۃِ۔**

(بخاری کتاب الایمان باب الدین یُسرٌ)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین آسان ہے لیکن جو دین پر قابو پانا اور اس پر غالب آنا چاہتا ہے وہ اپنی کوشش میں کامیاب نہیں ہو سکے گا لہٰذا میانہ روی اختیار کرو سہولت کے قریب قریب رہو۔ لوگوں کو خوشخبری دو۔ صبح و شام اور رات کے کچھ حصّے میں (بذریعہ نوافل) اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو۔

عربی منظوم کلام

# فَتُبْ قَبْلَ وَقْتٍ فِيهِ تُدْعیٰ وَتُحْضَرُ

تَرَىٰ نَصْرَ رَبِّىْ كَيْفَ يَأْتِىْ وَيَظْهَرُ
وَيَسْعٰى إِلَيْنَا كُلُّ مَنْ هُوَ يُبْصِرُ

میرے خدا کی مدد کو تو دیکھتا ہے کیونکر آ رہی ہے اور ظاہر ہو رہی ہے اور ہر ایک جو آنکھیں رکھتا ہے ہماری طرف دوڑتا چلا آتا ہے۔

أَتَعْلَمُ مُفْتَرِيًا كَمِثْلِىْ مُؤَيَّدًا
وَيَقْطَعُ رَبِّىْ كُلَّ مَا لَا يُثْمِرُ

کیا تو کسی ایسے مفتری کو جانتا ہے جو میری طرح مؤید بتائید الٰہی ہو اور میرے خدا کی یہ عادت ہے کہ ہر ایک شاخ جو پھل نہیں لاتی کاٹ دیتا ہے۔

تَقُوْلُوْنَ كَذَّابٌ وَقَدْ لَاحَ صِدْقُنَا
بِآيٍ تَجَلَّتْ لَيْسَ فِيْهَا تَكَدُّرُ

تم کہتے ہو کہ یہ شخص جھوٹا ہے حالانکہ میرا صدق ظاہر ہو چکا ان نشانوں کے ساتھ صدق ظاہر ہوا کہ جن میں کوئی کدورت نہیں

وَهَلْ يَسْتَوِىْ ضَوْءًا نَهَارٌ وَ لَيْلَةٌ
فَكَيْفَ كَذُوْبٌ وَّالصَّدُوْقُ الْمُطَهَّرُ

اور کیا دن اور رات روشنی میں برابر ہو سکتے ہیں پس کیونکر ایک جھوٹا اور وہ سچا جو پاک کیا گیا ہے برابر ہو جائیں گے

وَهٰذَا هُوَ الْوَقْتُ الَّذِىْ لَكَ نَافِعٌ
فَتُبْ قَبْلَ وَقْتٍ فِيهِ تُدْعیٰ وَتُحْضَرُ

اور یہی وقت ہے جو تجھے نفع دے سکتا ہے پس اس وقت سے پہلے توبہ کر جس میں تو بلایا جائے اور حاضر کیا جائے

وَقَدْ كَبَدَتْ شَمْسُ الْهُدٰى وَأُمُوْرُنَا
أَنَارَتْ كَيَاقُوْتٍ وَأَنْتَ تُعَفِّرُ

اور آفتاب ہدایت سمت الراس پر آ گیا اور ہمارے کام یاقوت کی طرح چمک اٹھے اور تو ان کو خاک آلود کرنا چاہتا ہے

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ضمیمہ روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۳۱۵۔۳۱۶)

فارسی منظوم کلام

# بدہ از چشمِ خود آبے درختانِ محبت را

بدہ از چشمِ خود آبے درختانِ محبت را
مگر روزے دہندت میوہائے پُر حلاوت را

محبت کے درختوں کو اپنی آنکھوں کے پانی سے سیراب کر تا کہ ایک دن وہ تجھے شیریں میوے دیں

مہِ ...... در باطن حقیقت ہا ہمے دارد
کُجا باشد خبرزاں مہِ گرفتارانِ صورت را

...... کا چاند اپنے اندر بہت سی حقیقتیں رکھتا ہے ظاہر بینوں کو کہاں اُس چاند کی خوبیوں کی خبر ہو سکتی ہے

من از یار آمدم تا خلق را ایں ماہ بنمایم
گرامروزم نمی بینی بہ بینی روزِ حسرت را

میں اُس یار کی طرف سے آیا ہوں کہ مخلوقات کو یہ چاند دکھاؤں اگر آج تو مجھے نہیں دیکھے گا تو ایک روز حسرت کا دن دیکھے گا

گر از چشمِ تو پنہانست شانم دم مزن بارے
کہ بدپرہیز بیمارے نہ بیند رُوئے صحت را

اگر میری شان تیری آنکھوں سے پوشیدہ ہے۔ تو بھی خاموش رہ۔ کہ بد پرہیز بیمار تندرستی کا منہ نہیں دیکھتا

کجا از آستانِ مصطفیٰؐ اے ابلہ بگریزیم
نمے یابیم در جائے دگر ایں جاہ و دولت را

اے بے وقوف میں درگاہ مصطفویؐ سے کہاں بھاگ کر جاؤں کیونکہ ہم کسی اور جگہ یہ عزت اور دولت نہیں پا سکتا

چہ میسوزی ازاں قربے کہ با دلدار میدارم
اگر زوریست درد ستت بگرداں رزقِ قسمت را

تو اس قرب کی وجہ سے جو مجھے دلدار سے حاصل ہے کیوں جلتا ہے اگر تیرے ہاتھ میں زور ہے تو قسمت کے رزق کو بند کر دے۔

(آئینہ کمالات ......روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۵۵)

اردو منظوم کلام

# وہ سب دے ان کو جو مجھ کو دیا ہے

مرے مولیٰ مری یہ اک دُعا ہے　　تیری درگاہ میں عجز و بکا ہے
وہ دے مجھ کو جو اس دل میں بھرا ہے　　زباں چلتی نہیں شرم و حیا ہے
مری اولاد جو تیری عطا ہے　　ہر اک کو دیکھ لوں وہ پارسا ہے
تری قدرت کے آگے روک کیا ہے　　وہ سب دے ان کو جو مجھ کو دیا ہے

عجب محسن ہے تو بحر الْاَیَادِی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

عیاں کر ان کی پیشانی پہ اقبال　　نہ آوے ان کے گھر تک رُعبِ دجال
بچانا ان کو ہر غم سے بہرحال　　نہ ہوں وہ دکھ میں اور رنجوں میں پامال

یہی اُمید ہے دل نے بتا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

دیے تُو نے مجھے یہ مہر و مہتاب　　یہ سب ہیں میرے پیارے تیرے اسباب
دکھایا تُو نے وہ اے ربِّ ارباب　　کہ کم ایسا دکھا سکتا کوئی خواب

یہ تیرا فضل ہے اے میرے ہادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

(درثمین اردو صفحہ ۴۷ تا ۵۰ مطبوعہ رقیم پریس لنڈن)

کلام الامام

# اصل کیمیا تقویٰ ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''حضرت داؤد کہتے ہیں کہ میں بچہ تھا اور بوڑھا ہو گیا ہوں مگر آج تک میں نے کسی صالح کی اولاد کو ٹکڑے مانگتے نہیں دیکھا۔ اسی طرح توریت میں ہے کہ نیک بخت انسان کا اثر اس کی سات پُشت تک جاتا ہے۔ پھر قرآنِ مجید میں بھی ہے کہ کَانَ اَبُوْھُمَا صَالِحًا (الکھف: ۸۳) یعنی ان کا باپ صالح تھا اس لئے خدا تعالیٰ نے ان کا خزانہ محفوظ رکھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لڑکے کچھ ایسے نیک نہ تھے۔ باپ کی نیکی کی وجہ سے بچائے گئے۔

پس انسان کے لئے متقی اور نیک بننا کیمیا گر سے بہت بہتر ہے۔ اس کیمیا گری میں تو روپیہ ضائع ہوتا ہے مگر اس کیمیا گری میں دین بھی اور دُنیا بھی دونو سدھر جاتے ہیں۔ افسوس ہے ان لوگوں پر جو ساری عمر یونہی فضول ضائع کر دیتے ہیں اور کیمیا کی تلاش میں ہی مر جاتے ہیں حالانکہ اس کوچہ میں سوائے نقصانِ مال اور نقصانِ ایمان اور کچھ نہیں اور ایسا شخص یکے نقصان مایہ و دیگر شماتتِ ہمسایہ کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

اصل کیمیا تقویٰ ہے جس نے اس کو حاصل کر لیا اس نے سب کچھ حاصل کر لیا اور جس نے اس نسخہ کو نہ آزمایا اُس نے اپنی عمر ضائع کی۔ اگر کیمیا واقعی ہو بھی تو بھی اس کے پیچھے عمر کھونے والا کبھی متقی اور پرہیز گار نہیں ہو سکتا۔ جس کو رات دن دُنیا کی محبت لگی رہے گی وہ اپنے پاک اور پیارے خدا کی محبت کو اپنے دل میں کس طرح جگہ دے گا۔''

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۷۴ جدید ایڈیشن)

آپ نے تحریک جدید میں چار لاکھ روپے چندہ ادا کیا

# حضرت مصلح موعود کا انفاق فی سبیل اللہ

## قادیان سے آنے والے قافلوں کی خاطر ۲۵ روپے روزانہ صدقہ دیتے رہے

(مرتبہ: صفدر نذیر گولیکی صاحب)

حضرت مصلح موعود نے خلافت پر متمکن ہونے سے قبل بھی جماعتی تحریکات پر لبیک کہا اور پھر اپنے ۵۲ سالہ دور خلافت میں مختلف ۵۶ مالی تحریکات کا اجراء کیا اور ہر تحریک میں مسابقت کے ساتھ شمولیت اختیار کی۔ اپنا ذاتی نمونہ ایسا اعلیٰ پیش کیا کہ جماعت کے ہر فرد کے لئے بطور مشعل راہ ہے۔ اس انفاق فی سبیل اللہ کی جھلکیاں پیش ہیں۔

**پہلے پارہ کی تفسیر :** حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی ہدایت اور نگرانی میں دسمبر ۱۹۱۵ء کے آخر میں قرآن شریف کے پہلے پارہ کی تفسیر اردو اور انگریزی ہر دو زبانوں میں شائع ہوئی۔ یہ تفسیر خود حضور کی لکھی ہوئی تھی مگر آپ کے نام سے شائع نہیں ہوئی کیونکہ آپ نے جماعت کے ذمہ دار احباب سے فرمادیا تھا کہ میں صرف ایک نمونہ تیار کرتا ہوں اور آگے اسے مکمل کرنا آپ لوگوں کا کام ہوگا۔ ...... اس کی اشاعت خاندان حضرت مسیح موعودؑ کے خرچ پر ہوئی جو جائیداد کا ایک حصہ فروخت کر کے مہیا کیا گیا تھا۔ (تاریخ احمدیت جلد پنجم صفحہ ۲۰)

**رمضان میں صدقہ :** قرآنی علوم و معارف اور اسرار و نکات کی اشاعت کے لحاظ سے ۸/ اگست ۱۹۲۸ء تا ۸ ستمبر ۱۹۲۸ء کے مبارک ایام ہمیشہ یاد رکھے جائیں گے کیونکہ ان ایام میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے بیت اقصیٰ قادیان میں سورہ یونس سے سورہ کہف تک پانچ پاروں کا روح پرور درس دیا۔

(یہ درس حضور کی نظر ثانی، ترمیم و اصلاح اور بہت سے اضافوں کے بعد ۱۹۴۰ء میں تفسیر کبیر جلد سوم کی صورت میں شائع ہوا۔)

درس القرآن کے آخری دن ۸/ ستمبر ۱۹۲۸ء کو حضور نے حاضرین سے فرمایا ''چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے دنوں میں جب قرآن کریم نازل ہوتا تھا بہت صدقہ دیا کرتے تھے اس لئے میں بھی اس موقعہ پر اپنی طرف سے دس روپیہ بطور صدقہ دیتا ہوں اور جن دوستوں کو توفیق ہو قادیان کے غرباء کے لئے صدقہ دیں اس پر قریباً دوسو روپے اس وقت جمع ہو گئے۔ (تاریخ احمدیت جلد ششم صفحہ ۸۱)

**تفسیر کبیر کے اخراجات :** حضور نے تفسیر کبیر کی پہلی دوسری اور تیسری جلد کی اشاعت کے بعد تیسویں پارہ کی آخری اور چوتھی جلد شائع کی ان کی اشاعت کے لئے حضور نے جو روپیہ پیش کیا اس کا ذکر آخری پارہ کی پہلی جلد کے دیباچہ میں یوں رقم فرمایا:

''پارہ عم کی تفسیر کی طباعت کے لئے میں نے دس ہزار روپیہ دیا ہے اور یہ پارہ اس رقم سے شائع کیا جائے گا۔ یہ رقم اور اس کا منافع بطور صدقہ جاریہ میری مرحومہ بیوی مریم بیگم ام طاہر کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے وقف رہے گا اور اس کی آمد سے قرآن کریم احادیث اور سلسلہ کی ایسی کتب جو تائید (دین) کے لئے لکھی جائیں شائع کی جاتی رہیں گی اور اس کا انتظام تحریک جدید کے ماتحت رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اس صدقہ جاریہ کو مرحومہ کے درجات کی بلندی اور قرب الٰہی کا موجب بنائے۔

(تاریخ احمدیت جلد نہم صفحہ ۱۴۴)

**تراجم قرآن میں انفاق:** ۱۹۴۴ء میں جنگ عظیم کے خاتمہ کا وقت قریب آ رہا تھا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی توجہ دنیا بھر میں دینی مہمات کی مختلف سکیموں پر بڑھتی جارہی تھی۔ اس سلسلہ میں حضور نے ۲۰ ؍ اکتوبر ۱۹۴۴ء کو دنیا کی سات مشہور زبانوں انگریزی، روسی، جرمن، فرانسیسی، اطالوی، ڈچ، ہسپانوی اور پرتگیزی زبان میں قرآن مجید کے تراجم کی عظیم الشان تحریک کی۔

اور خود اطالوی زبان کے ترجمے کے متعلق یہ اعلان فرمایا:۔

**''اطالوی زبان میں قرآن مجید کے تراجم کا خرچ میں ادا کروں گا۔''**

یہ انتخاب خدا تعالیٰ کے القاء کے تحت تھا چنانچہ خود ہی فرمایا:

''خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا ہے کہ چونکہ پہلے مسیح کا خلیفہ کہلانے والا اٹلی میں رہتا ہے اس مناسبت سے قرآن مجید کا جو ترجمہ اطالوی زبان میں شائع ہو وہ مسیح موعود کے خلیفہ کی طرف سے ہونا چاہئے''

(تاریخ احمدیت جلد نہم صفحہ ۵۶۹)

**اخبار الفضل کے اجراء کے لئے قربانی:** ۱۸ ؍ جون ۱۹۱۳ء سے آپ نے ذاتی طور پر اخبار الفضل جاری کیا ابتدائی سرمایہ جن مبارک ہستیوں نے مہیا کیا ان میں سے ایک آپ کی حرم اوّل امّ ناصر تھیں جنہوں نے اپنے دو زیور پیش کر دیئے کہ ان کو فروخت کر دیا جائے حضرت صاحبزادہ صاحب نے خود لاہور جا کر پونے پانچ سو روپے (-/۴۷۵) میں یہ زیور فروخت کئے چنانچہ خود ہی فرماتے ہیں:۔

.........اس حسن سلوک نے نہ صرف مجھے ہاتھ دیئے جن سے میں دین کی خدمت کرنے کے قابل ہوا اور میرے لئے زندگی کا ایک نیا ورق الٹ دیا بلکہ ساری جماعت کی زندگی کے لئے بھی بہت بڑا سبب پیدا کر دیا۔ (تاریخ احمدیت جلد چہارم صفحہ ۴۷۸)

**مدرسہ احمدیہ کے لئے قیمتی کتب کا تحفہ:** حضرت مصلح موعودؓ کو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے ۱۹۱۰ء

میں مدرسہ احمدیہ کا نگران مقرر فرمایا آپ نے مدرسہ احمدیہ کا معیار بلند سے بلند تر کرنے کے لئے جو کوششیں شروع کیں ان میں سے ایک کوشش یہ بھی تھی کہ طلباء کا علمی مزاج بڑھے۔ اس غرض کے لئے علمی کتب کا ذخیرہ طلباء کے لئے مہیا فرمایا اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے شیخ محمود احمد صاحب عرفانی لکھتے ہیں:

''مدرسہ ہائی کے پاس تو ایک لائبریری تھی جس سے طلباء فائدہ اُٹھاتے تھے مگر مدرسہ احمدیہ کے پاس کوئی لائبریری نہ تھی آپ نے اس ضرورت کو سخت محسوس کیا اور اپنی لائبریری سے قیمتی کتابوں کا ایک بڑا مجموعہ جس میں ''الہلال'' مصر کے پرچے بھی تھے مرحمت فرمایا اور مزید روپیہ بھی انجمن سے منظور کروایا۔ طالب علم عربی کی کتابوں کو پڑھتے اور فائدہ اٹھاتے تھے۔'' (سوانح فضل عمر جلد ا صفحہ ۳۲۲)

**پبلک لائبریری کا قیام:** ۲۵ر دسمبر ۱۹۰۸ء کو آپ نے ایک پبلک لائبریری قائم فرمائی جس میں اپنی ذاتی قیمتی کتب بھی رکھیں۔ اور آج بھی خلافت لائبریری میں سینکڑوں کتب حضور کی ہی ملکیتی ہیں۔

(تاریخ احمدیت جلد پنجم صفحہ ۸۹)

**تعلیم ...... کالج کے لئے چندہ:** دعویٰ مصلح موعود کے بعد ایک تحریک یہ بھی فرمائی کہ تعلیم الاسلام کالج جیسے اہم ادارہ کے قیام و احیاء کے لئے ڈیڑھ لاکھ روپیہ چندہ جمع کیا جائے یہ تحریک حضور نے ۲۴ر مارچ ۴۴ء کو جماعت کے سامنے رکھی کالج فنڈ میں سب سے پہلے نمبر پر خدا کے موعود خلیفہ سیدنا المصلح الموعود نے حصہ لیا۔ اور گیارہ ہزار روپیہ کی رقم کالج فنڈ میں مرحمت فرمائی۔ جس میں سے پانچ ہزار روپیہ اپنی طرف سے اور ایک ایک ہزار روپیہ سیدہ امۃ الحیٔ صاحبہ حضرت سیدہ سارہ بیگم صاحبہ، حضرت سیدہ امّ طاہر صاحبہ حضرت سیدہ ام وسیم اور حضرت سیدہ امّ متین صاحبہ کی طرف سے تھا۔ علاوہ ازیں حضرت سیدہ امّ وسیم نے بیس روپے اور حضرت سیدہ ام متین صاحبہ نے اپنی طرف سے از خود ۵۰ روپے چندہ دیا تھا۔ علاوہ ازیں حضور نے اپنی دو صاحبزادیوں سیدہ امۃ الحکیم صاحبہ اور سیدہ امۃ الباسط صاحبہ کی طرف سے بھی چالیس روپے عطا فرمائے۔

(تاریخ احمدیت جلد نہم صفحہ ۵۶۱)

**بچوں کی تعلیم کے لئے پانچ ہزار روپیہ:** حضور نے پانچ ہزار روپیہ جنگ عظیم میں کام آنے والے مسلمانوں کے بچوں کی تعلیم کے فنڈ میں عطا فرمائے۔ (تاریخ احمدیت جلد پنجم صفحہ ۲۳۸)

**محرومین و مظلومین کشمیر کی امداد:** ۱۹۳۱ء میں مسلمانان کشمیر پر مظالم کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے وائسرائے کو تار دینے کے ساتھ ہی دوسرا کام یہ کیا کہ چوہدری عصمت اللہ صاحب وکیل لائلپوری کو سری نگر

بھجوایا اور مظلومین کی امداد کے لئے پانچ سو روپیہ کی رقم بھی فی الفور ارسال کر دی۔

(تاریخ احمدیت جلد ششم صفحہ ۴۵۸)

جناب سید حبیب صاحب مدیر ''سیاست'' لاہور نے لکھا:۔

.........میں یہ بانگ دہل کہتا ہوں کہ مرزا بشیر الدین محمود صدر کشمیر کمیٹی نے تندہی محنت، ہمت جانفشانی اور بڑے جوش سے کام کیا اور اپنا روپیہ بھی خرچ کیا اور اس کی وجہ سے ان کی عزت کرتا ہوں۔''

(تحریک قادیان حصہ اوّل صفحہ ۴۲ مؤلفہ سید حبیب صاحب مدیر سیاست)

مفتی ضیاء الدین صاحب ضیاء سابق مفتی اعظم پونچھ نے اپنے منظوم کتابچہ نوحہ کشمیر میں ۱۹۳۱ء میں لکھا:

''آغاز تحریک آزادی میں مظلوم کشمیریوں کی طرف سے زعماء ہندوستان کی خدمت میں خطوط بھیجے گئے جن میں ڈاکٹر علامہ سر محمد اقبال صاحب جناب شیم صادق حسن صاحب امرتسری۔ امام جماعت احمدیہ، اور خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی شامل ہیں اور کہا گیا کہ مظلوموں کی مدد کیجئے۔''

(امام جماعت احمدیہ کے سوا) سب کی طرف سے یہ جواب آیا کہ آپ نے ایسے خطرناک کام میں کیوں ہاتھ ڈالا اور بس۔صرف امام جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے یکمشت ایک خطیر رقم مظلومین کشمیر کی امداد کے لئے موصول ہوگئی۔ (بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ششم صفحہ ۴۴۳)

**تنظیموں کی مالی امداد**: حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب کے بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا تھا:۔

''ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب خود آل انڈیا مسلم پارٹیز کانفرنس کے صدر ہیں اور اس حیثیت میں انہیں یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ جس باڈی کے وہ صدر ہیں اس کے کام کو کامیاب بنانے کے لئے سب سے زیادہ مالی امداد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے دی ہے یعنی ۱۹۳۰ء سے اس وقت تک آپ اس مجلس کے لئے -/۳۰۰۰ روپیہ دے چکے ہیں۔'' (تاریخ احمدیت جلد ہفتم صفحہ ۱۱۹)

**چندہ تحریک جدید**: تحریک جدید کا آغاز ۱۹۳۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے کیا اس کا ایک نمایاں اور اہم مطالبہ مالی قربانی کا تھا۔ اس پہلو سے جماعت کی قربانیوں نے دنیا کو انگشت بدنداں کر دیا حضور کی اپنی قربانی کا تذکرہ کچھ یوں ہے۔

۱۹۳۴ء یعنی تحریک جدید کے آغاز سے ۱۹۶۵ء یعنی اپنی زندگی کے آخری سال تک آپ نے ۲،۵۴،۴۶۸ روپے چندہ ادا کیا۔

اس کے علاوہ ایک نہایت قیمتی ذاتی جائیداد ملکیتی -/۵۲،۷۰۰، اروپے بطورعطیہ عنایت فرمائی - گویا مجموعی طور پر ان سالوں میں نے حضور نے ۱۶۸،۰۷،۴روپے چندہ ادافرمایا - (حضور کے بچوں اور خاندان کے دوسرے افراد کے چندے اس کے علاوہ ہیں) ذاتی قربانی کی اس شاندار مثال کی عظمت اور زیادہ بڑھ جاتی ہے جب یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور کا اپنی زندگی میں آخری وعدہ ۲۵۰۰اروپے (تحریک جدید) کا تھا اور یہ چندہ حضور کی وفات کے بعد بھی آپ کی طرف سے باقاعدہ بغیر کسی وقفہ کے ادا ہورہا ہے جو یقیناً ایک نہایت کارآمد صدقہ جاریہ کے طور پر حضور کے درجات کی بلندی اور رفعت وقرب کا باعث بن رہا ہوگا - اور اس طرح حضور کی وہ مقدس خواہش بھی بطریق احسن پوری ہورہی ہے کہ دعوت دین حق کا کام جو بھی ہو اس میں حضور کا حصہ ہو اور وہ حضور کے ہاتھوں سے انجام پائے - (سوانح فضل عمر جلد سوم صفحہ ۳۳۲)

**وقف جدید کے لئے جذبہ قربانی:** ۲۷ردسمبر ۱۹۵۷ءکو اللہ تعالیٰ کے منشاء کے تحت وقف جدید جیسی عظیم اور بابرکت تحریک جاری فرمائی اور اس تحریک کی اہمیت اور اپنا جذبہ قربانی بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''یہ کام خدا تعالیٰ کا ہے اور ضرور پورا ہو کر رہے گا میرے دل میں چونکہ خدا تعالیٰ نے یہ تحریک ڈالی ہے اس لئے خواہ مجھے اپنے مکان بیچنے پڑیں کپڑے بیچنے پڑیں میں اس فرض کو تب بھی پورا کروں گا - اگر جماعت کا ایک فرد بھی میرا ساتھ نہ دے تو خدا تعالیٰ ان لوگوں کو الگ کر دے گا جو میرا ساتھ نہیں دے رہے اور میری مدد کے لئے آسمان سے فرشتے اتارے گا -'' (خطبہ جمعہ فرمودہ ۵رجنوری ۱۹۵۸ء)

**وقفِ جدید کا چندہ:** فرمایا

''دوستوں کی اطلاع کے لئے میں یہ شائع کرتا ہوں کہ جس کی توفیق ۱۲روپے سالانہ کی ہو وہ بارہ روپے سالانہ دے سکتا ہے جس کی توفیق ۵۰ روپے سالانہ دینے کی ہو وہ ۵۰ روپے سالانہ دے سکتا ہے - دوستوں کو ہدایت دینے کے لئے یہ بات کافی ہوتی تھی کہ میرا چندہ چھ سو روپے شائع ہو چکا ہے اور چھ سو، چھ سے سوگنا زیادہ ہے ......... میرا ارادہ ہے کہ خدا تعالیٰ مجھے توفیق دے تو میرا اس تحریک کا چندہ ۲۵،۲۴ ہزار یا اس سے بھی زیادہ ہوجائے -'' (الفضل ۱۵رجنوری ۱۹۵۸ء)

☆ جب حضور انور نے تحریک وقف جدید کے لئے زمینوں کے وقف کا اعلان فرمایا - تو سب سے پہلے اپنی طرف سے وقف جدید کے لئے دس ایکٹر زمین وقف فرمائی جس کے بعد بہت سارے زمینداروں نے اپنی اپنی استطاعت کے مطابق اپنے آقا کی آواز پر لبیک کہا - (الفضل ۱۶رفروری ۱۹۵۸ء)

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے دفتر وقف جدید کی تعمیر کے لئے اپنی جیب خاص سے ایک ہزار روپیہ عنایت

فرمایا - آپ کا نام دفتر وقفِ جدید میں لگی ہوئی سنگ مرمر کی سلیٹ پر درج ہے۔

**حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی وصیت:** ۴۰-۱۹۳۹ء کی بات ہے کہ کئی ماہ سے بعض احمدیوں کو بذریعہ خواب یہ دکھایا جا رہا تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی وفات قریب ہے نیز یہ کہ صدقہ سے یہ تقدیر ٹل بھی سکتی ہے۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے جہاں صدقات کا انتظام فرمایا وہاں ۲۳ رجولائی ۱۹۴۰ء کو اپنے قلم سے مندرجہ ذیل وصیت لکھی جو ''الفضل'' ۲۵ رجولائی ۱۹۴۰ء کے پہلے صفحہ پر شائع ہوئی۔

کئی ماہ سے دوستوں کی طرف سے مجھے ایسی خوابوں کی اطلاع آ رہی ہے جس میں میری وفات کی خبر انہیں معلوم ہوئی ہے بعض خوابوں میں یہ ذکر بھی ہے کہ صدقے سے یہ امر ٹل سکتا ہے۔ چونکہ خواب میں جو بات دکھائی جائے اس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ اسے پورا کیا جائے۔ میں نے ان خوابوں کی بناء پر اس قسم کے صدقات کا بھی انتظام کیا ہے جو بعض لوگوں کو بتائے گئے ہیں اور عام صدقہ کا بھی انتظام کیا ہے۔ مگر چونکہ آخر ہر انسان نے مرنا ہے میں جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ تقویٰ، خدا تعالیٰ پر توکل اور دین کی اشاعت کے لئے اپنے اندر جوش پیدا کریں اور اتحاد جماعت کو کبھی ترک نہ کریں۔ اگر وہ ان باتوں پر قائم رہیں گے۔ اگر قرآن کریم کو مضبوطی سے پکڑے رکھیں گے۔ اگر وہ حضرت مسیح موعود کی آواز پر ہمیشہ کان رکھیں گے اور ان کے پیغام کا جواب اپنے دلوں سے دیتے ہوئے دنیا تک اسے پہنچاتے رہیں گے تو اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان کا حافظ و ناصر رہے گا اور کبھی دشمن ان کو ہلاک نہ کر سکے گا۔ بلکہ ان کا قدم ہمیشہ آگے ہی آگے پڑے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

''میں یہ بھی اعلان کرتا ہوں کہ میری نیت ہمیشہ سے یہ رہی ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بغیر وصیت کے مقبرہ بہشتی میں دفن ہونے کا حق دیا ہے اس لئے اس کے شکریہ میں نہ کہ مقبرہ بہشتی کی وصیت کے طور پر اپنی جائیداد کا وہ تھوڑا ہو یا بہت ایک حصہ ان اغراض کے لئے جو مقبرہ بہشتی کے قیام کی ہیں وقف کر دوں۔ سو اس کے مطابق میں اعلان کرتا ہوں کہ میری جائیداد جو بھی قرضہ کی ادائیگی کے بعد بچے اس کی آمد کا دسواں حصہ میرے ورثاء صدر انجمن احمدیہ کے حوالے کر دیا کریں تا کہ وہ اشاعت (دین) کے کام پر خرچ کیا جائے۔ مگر یہ شکریہ بھی کافی نہیں۔ ایک کام جماعت کا اور بھی ہے جو توجہ کا مستحق ہے اور جس کی طرف سے جماعت کے احباب اکثر غافل رہتے ہیں اور وہ اس کے غرباء ہیں۔ سو میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میری جائیداد کا ایک اور دسواں حصہ (جو قرض کے ادا کرنے کے بعد بچے) غرباء مساکین، یتامیٰ اور بیواؤں کے لئے وقف ہوگا۔ پس میری جائیداد کی جو بھی آمد ہو، کم یا زیادہ، اس میں سے دسواں حصہ سلسلہ

کے مساکین، غرباء، یتامیٰ اور بیواؤں کی امداد کے لئے خرچ کیا جائے اس رقم کوخرچ کرنے کے لئے میں ایک کمیٹی تجویز کرتا ہوں جس میں دو نمائندے میرے ورثاء کی طرف سے ہوں اور ایک خلیفہ وقت کی طرف سے وہ باہمی مشورہ سے مذکورہ بالا مستحقین پر اس رقم کوخرچ کریں۔ اگر کبھی اختلاف ہو تو خلیفہ وقت کا فیصلہ اس بارہ میں ناطق ہوگا۔ میں اپنی اولاد سے امید کرتا ہوں کہ اپنی زندگیوں کو دین کے لئے خرچ کریں گے اور دنیا اور دنیاوی ترقیات کو دین کی ضرورتوں پر قربان کریں گے۔'' (تاریخ احمدیت جلد۹ صفحہ ۶۷-۶۸)

**قافلوں کے لئے صدقہ**: ۱۹۴۷ء میں جب قادیان سے ہجرت کر کے پاکستان آنا پڑا تو اس وقت حضرت مصلح موعود مادی ذرائع کو بھی کام میں لاتے مگر آپ کا پہلا کام خدا تعالیٰ کی ذات پر توکل اور انحصار ہوتا یعنی جب آپ کانوائے یعنی قافلے بھجواتے تھے ساتھ ہی ساتھ دعاؤں اور صدقات پر بھی زور دیتے تھے۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

''میں جب قادیان سے آیا ہوں تو میں نے خیال کیا کہ جو لوگ وہاں بیٹھے ہیں ان کے لئے صدقہ دیتے رہنا چاہیئے چنانچہ جب تک آخری قافلہ نہیں آیا میں ۲۵ روپے روزانہ صدقہ دیتا تھا۔ اور یہ ساڑھے سات سو روپیہ ماہوار بنتا ہے۔ جب قافلے آگئے اب سو روپیہ ماہوار صدقہ دیتا ہوں تا خدا تعالیٰ وہاں کے رہنے والوں کو محفوظ رکھے۔'' (تاریخ احمدیت جلد ۱۱ صفحہ ۸۷)

**غیر مذاہب ہمسایوں سے رواداری**: حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی طرف سے ایک وفد نے جو سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور اور مکرم مولانا جلال الدین شمس صاحب پر مشتمل تھا ۲۲ فروری ۱۹۳۵ء کو کرنل سردار گھبیر سنگھ صاحب سردار ڈیوڑھی و سیکرٹری گوردوارہ پٹنہ صاحب کمیٹی کو مبلغ ۵۰۰ روپیہ کی رقم گوردوارہ پٹنہ صاحب کی تعمیر کے لئے دی۔ (تاریخ احمدیت جلد ہشتم صفحہ ۱۲۸)

اس امداد پر ''شیر پنجاب'' میں جو کہ سکھ اخبار تھا مندرجہ ذیل الفاظ میں تبصرہ شائع ہوا:

''جو لوگ احمدیوں کی تنظیم ان کی سرگرمیوں اور مختلف تحریکوں میں دلچسپی رکھتے ہیں وہ سب (یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی۔ ناقل) قوت عظیم، (دینی) لٹریچر سے نہایت وسیع واقفیت، علم و فضل اور اپنی جماعت کی قیادت کے لئے غیر معمولی تدبر و دانشمندی کے قائل ہیں اور سکھوں کے ایک نہایت نیک و مقدس گوردوارہ کی عمارت کی تعمیر کے لئے ۵۰۰ روپے چندہ کی یہ رقم جہاں غیر مذاہب ہمسایوں سے آپ کے خلوص اور رواداری کا ایک ثبوت سمجھا جائے گا وہاں اس میں آپ کی مسلمہ معاملہ فہمی اور دانشمندی کا راز بھی مضمر ہے...... ہم اس فیاضانہ چندہ کے لئے آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور آپ کو یقین دلاتے ہیں

کہ خالصہ پنتھ آپ کے اس اخلاص کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور جب کوئی موقعہ آیا سکھ بھی اس احسان کا بدلہ احسان اور نیکی کا بدلہ نیکی میں دیں گے۔'' (بحوالہ الفضل ۸/مارچ ۱۹۳۵ء صفحہ۲)

**قادیان کی جائیداد خدا کی راہ میں**: مجلس شوریٰ ۱۹۴۷ء میں ایک تجویز قادیان کی جائیدادوں کے متعلق تھی۔ اس کے متعلق حضور نے فرمایا کہ جب وہ بیچی جائیں تو جو نفع ہو اس نفع کا نصف سلسلہ کو دیا جائے اور جن کے پاس پہلی جائیدادیں ہیں وہ منافع کا ۱/۱۰ فی صد سلسلہ کو دیں میں آئندہ کے لئے یہ قانون مقرر کرتا ہوں کہ کوئی جائیداد امور عامہ کے علم اور مرضی کے خلاف فروخت نہ ہو۔ اس حکم کا اطلاق آج سے شروع ہوگا۔ مزید فرمایا:

''اب رہا یہ سوال کہ اگر ان تجاویز کے باوجود مطلوبہ رقم جس کی اس وقت سلسلہ کے کام چلانے اور مرکز کی حفاظت کے لئے ضرورت ہے پوری نہ ہو تو میری کوٹھی دارالحمد کو بیچ کر کمی پوری کی جائے۔ کوٹھی کے ساتھ بہت سی زمین اور باغ بھی ہے جس کی مالیت چند لاکھ کے قریب ہے۔ میرے پاس نقد روپیہ نہیں ہے جماعت کے دوست یہ کریں کہ اسے خرید لیں۔'' (تاریخ احمدیت جلد دہم صفحہ ۶۹۵۔ ۶۶۰)

**قادیان کے غرباء کے لئے غلّہ**: فروری ۱۹۴۲ء کے شروع میں ہندوستان کے اندر خطرناک قحط رونما ہوگیا اور غلہ کی سخت قلت ہوگئی لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے جنہیں خدائی بشارتوں میں ''یوسف'' کے نام سے بھی پکارا گیا ہے۔ سالانہ جلسہ ۱۹۴۱ء میں احباب جماعت کو توجہ دلائی کہ انہیں غلّہ وغیرہ کا انتظام کرنا چاہئے خاص طور پر غریب احمدی بھائیوں کے لئے غلّہ کا انتظام کرنے کا ارشاد فرمایا نیز یہ خاص طور پر تحریک فرمائی کہ قادیان کے غرباء کے لئے زکوٰۃ کے رنگ میں اپنے غلّہ میں سے چالیسواں حصہ بطور چندہ ادا کریں جو غلّہ نہ دے سکیں وہ رقم بھجوا دیں۔ اسی تسلسل میں مئی ۱۹۴۲ء میں پھر اسی امر کی یاددہانی کروائی جس پر جماعت نے لبیک کہا آپ نے اظہار خوشنودی کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

''آج ۲۲ مئی ۱۹۴۲ء میں نے خطبہ جمعہ میں اس امر کی تحریک کی ہے کہ قادیان کے غرباء کے لئے بھی غلّہ کا انتظام کیا جائے تا کہ جن دنوں میں غلّہ کم ہو انہیں تکلیف نہ ہو۔ پانچ سومن غلّہ کے لئے میں نے جماعت سے مطالبہ کیا ہے۔ قادیان سے باہر میری کچھ زمین ہے وہ بٹائی پر دی ہوئی ہے کیونکہ اس دفعہ فصل ماری گئی ہے اس کا مقاطعہ اور گورنمنٹ کا معاملہ اور راوپر کے اخراجات ادا کر کے کوئی پچاس من غلہ بچتا ہے وہ سب میں نے اس تحریک میں دے دیا ہے۔'' (تاریخ احمدیت جلد نہم صفحہ ۳۱۷)

**منارۃ المسیح ہال کے لئے قربانی**: مجلس شوریٰ ۱۹۴۵ء کی تجویز کہ ایک ہال برائے دعوۃ الی اللہ تعمیر ہو

اس کے لئے مالی قربانی کی تحریک فرمائی اور آپ نے فرمایا:

’’میں اپنی طرف سے، اپنے خاندان کی طرف سے نیز چوہدری ظفر اللہ خان صاحب اور ان کے دوستوں اور سیٹھ عبداللہ بھائی صاحب کے خاندان اور جماعت احمدیہ کی طرف سے اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ بیرونی جماعتوں کو اس فنڈ میں شریک ہونے کا موقعہ دینے کے بعد دولاکھ میں جو کمی رہے گی وہ ہم پوری کردیں گے۔‘‘

اسی اثناء میں ساری فہرست تیار ہونے کے بعد جب رقوم کی میزان ہوگئی تو حضور نے اعلان فرمایا کہ:

’’اس جلسہ میں شریک ہونے والوں نے اپنی طرف سے یا اپنے غیر حاضری دوستوں اور رشتہ داروں کی طرف سے جو چندے پیش کئے ہیں ان کی فہرست تیار کرلی گئی ہے۔ممکن ہے جلدی میں ان رقوم کی میزان کرنے میں کچھ غلطی ہوگئی ہو۔لیکن اس وقت جس قدر چندہ ہو چکا ہے وہ دولاکھ بائیس ہزار سات سو چونسٹھ روپے شمار کیا گیا ہے۔‘‘ (تاریخ احمدیت جلد دہم صفحہ ۵۰۸۔۵۰۹)

**بیت مبارک کی تعمیر میں حصہ**: بیت مبارک ربوہ کے سنگ بنیاد کے موقعہ پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

’’میں نے اپنی طرف سے ۲۱ روپے نقد دیئے ہیں اور پانچ سو روپے کا وعدہ کیا ہے اس کے علاوہ ہمارے خاندان کے افراد کے چندے کی فہرست یہ ہے۔‘‘

ان میں سے بعض کا ذکر کردیتا ہوں

| | |
|---|---|
| مرزا منور احمد صاحب مع بیوی بچے | ۲۱ روپے |
| مہر آپا سیدہ بشریٰ بیگم | ۱۰ روپے |
| مرزا مظفر احمد صاحب مع سیدہ امۃ القیوم صاحبہ | ۲۱ روپے |
| حضرت اماں جان | ۴۰ روپے |
| سیدہ امّ وسیم صاحبہ | ۵ روپے |
| سیدہ امۃ النصیر صاحبہ | ۱۰ روپے |

(تاریخ احمدیت جلد ۱۴ صفحہ ۲۱۔۲۰)

**ربوہ کی زمین کی نصف قیمت**: ربوہ کی زمین کی خرید کے وقت دس ہزار روپیہ قیمت میں نصف پانچ ہزار روپیہ حضرت مصلح موعودؓ نے ادا فرمایا۔ (تاریخ احمدیت جلد ۱۸ صفحہ ۴۵۸)

اللہ تعالیٰ حضورؓ کی قربانیوں کو قبول و منظور فرماتے ہوئے آپ کے درجات میں اضافہ کرتا چلا جائے اور ہمیں آپ کے نمونوں پر قدم مارنے کی توفیق عطا ہو۔آمین

# وقف جدید کا تعارف

(مکرم مرزا خلیل احمد قمر صاحب)

حضرت مصلح موعود (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) کے جماعت احمدیہ پر بہت سے احسانات ہیں آپ نے جماعت احمدیہ کو روحانی علمی، تربیتی، اخلاقی، غرضیکہ ہر جہت سے ایک بلند مقام پر پہنچا دیا۔ قوموں کی زندگی میں کسی بات کا تسلسل ہی ان کی زندگی کی علامت قرار دیا جاتا ہے کہ ایک نسل اگلی نسل کو کیا منتقل کر رہی ہے یا دوسری نسل کا قدم کس قدر ترقی کی طرف رواں ہے۔ جماعتی ترقی کی رفتار کو تیز تر کرنے کیلئے حضرت فضل عمر نے جماعت احمدیہ کو تنظیمی لحاظ سے انصاراللہ خدام الاحمدیہ ،لجنہ اماء اللہ، ناصرات الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ کی تنظیموں میں تقسیم فرمایا تا کہ یہ تنظیمیں الگ الگ تعلیمی وتربیتی اخلاقی اور روحانی پروگرام مرتب کر کے ترقی کے میدان میں آگے سے آگے بڑھتی جائیں۔

قیام پاکستان تک بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر سلامتی نازل فرماتا رہے کو دیکھنے والے اور ان کی صحبت سے فیض حاصل کرنے والے بہت سے بزرگ جماعتوں میں موجود تھے اور یہ بزرگ جماعت کے افراد کی علمی روحانی ضرورتیں پوری کر رہے تھے۔ تقسیم ہندوستان کے نتیجے میں جماعتوں کا نظام قائم نہ رہ سکا۔ بہت سے بزرگ وفات پا گئے۔ خاندانوں کے افراد مختلف جگہ پر جا کر آباد ہو گئے۔ جو افراد جماعت شہروں میں آ کر آباد ہوئے وہاں ذیلی تنظیمیں مضبوط تھیں اس لئے وہاں تعلیم وتربیت کا مسئلہ حل ہو گیا۔ دوسرے تعلیمی سہولتوں کی وجہ سے ان کا معیار تعلیم بھی زیادہ ہوتا ہے اس وجہ سے وہ ذاتی مطالعہ سے اپنی کمی کو دور کر لیتے ہیں۔ علماء سلسلہ کی بھی شہروں میں آمد ورفت رہتی ہے جس سے یہ جماعتیں مستفیض ہوتی ہیں۔ مگر دیہاتی جماعتوں میں یہ سہولتیں میسر نہیں ہوتیں۔ دوسرے یہ افراد تعلیمی لحاظ سے پسماندہ ہوتے ہیں اور ان کی مصروفیات بھی مختلف ہوتی ہیں۔ سال کے بعض دنوں میں یہ بہت زیادہ مصروف ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کو کوشش کر کے ہی اکٹھا کیا جا سکتا ہے اور اس امر کی ضرورت ہے کہ کوئی معلم یا مربی ان لوگوں میں رہ کر ان کی تعلیم وتربیت کرے۔ دیہاتی جماعتوں میں اخلاص تو بہت ہوتا ہے ضرورت یہ ہوتی ہے کہ ان کے اخلاص سے کام لیا جائے۔ اس لئے دیہاتی جماعتوں کی تعلیم وتربیت کیلئے حضرت فضل عمر نے وقف جدید کا نام لئے بغیر ایک تحریک جاری کرنے کا اعلان پہلی دفعہ 9/جولائی 1957 کو عیدالاضحیٰ کے خطبہ میں فرمایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی سب سے بڑی قربانی یہی تھی کہ آپ نے مکہ جیسی بے آب وگیاہ سرزمین میں قیام فرمایا اور وہاں خدا تعالیٰ کی توحید کو قائم کرنے کی خاطر مشکلات اور تکالیف میں زندگی بسر کی۔ حضرت مصلح موعود نے احباب جماعت سے اسمٰعیلی قربانی کو جاری رکھنے کا مطالبہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

”درحقیقت قربانیوں کی عید ہمیں اس طرف توجہ دلاتی ہے کہ ہم خدا کی خاطر اور اس کے بعد دین کے لئے جنگلوں

میں جائیں اور وہاں جا کر خدا تعالیٰ کے نام کو بلند کریں اور لوگوں سے اس کے رسول کا کلمہ پڑھوائیں۔جیسا کہ ہمارے صوفیا کرام کرتے چلے آئے ہیں۔اگر ہم ایسا کریں تو یقیناً ہماری قربانی حضرت اسمٰعیلؑ کی قربانی کے مشابہ ہوگی۔.......... پس تم اپنے آپ کو اس قربانی کے لئے پیش کرو.......... مگر میرا خیال یہ ہے کہ اس ملک میں بھی اس طریق کو جاری کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ میں چاہتا ہوں کہ اگر کچھ نوجوان ایسے ہوں جن کے دلوں میں یہ خواہش پائی جاتی ہو کہ وہ حضرت خواجہ معین الدین صاحب چشتیؒ اور حضرت شہاب الدین صاحب سہروردیؒ کے نقشِ قدم پر چلیں تو جس طرح جماعت کے نوجوان اپنی زندگیاں.......... براہ راست میرے سامنے وقف کریں تا کہ میں ان سے ایسے طریق پر کام لوں کہ وہ مسلمانوں کو تعلیم دینے کا کام کرسکیں۔وہ مجھ سے ہدایتیں لیتے جائیں اور اس ملک میں کام کرتے جائیں ہمارا ملک آبادی کے لحاظ سے ویران نہیں ہے لیکن روحانیت کے لحاظ سے بہت ویران ہو چکا ہے،اور آج بھی اس میں چشتیوں کی ضرورت ہے،سہروردیوں کی ضرورت ہے اور نقشبندیوں کی ضرورت ہے۔اگر یہ لوگ آگے نہ آئے اور حضرت معین الدین صاحب چشتیؒ،حضرت شہاب الدین صاحب سہروردیؒ اور حضرت فرید الدین صاحب شکر گنجؒ جیسے لوگ پیدا نہ ہوئے تو یہ ملک روحانیت کے لحاظ سے اور بھی ویران ہوجائے گا بلکہ یہ اس سے بھی زیادہ ویران ہوجائے گا.......... پس میں چاہتا ہوں کہ جماعت کے نوجوان ہمت کریں اور اپنی زندگیاں اس مقصد کے لئے وقف کریں..........

”ابھی اس ملک کے کئی علاقے ایسے ہیں جہاں میلوں میل تک کوئی بڑا قصبہ نہیں وہ جا کر کسی ایسی جگہ بیٹھ جائیں اور حسبِ ہدایت وہاں لوگوں کو تعلیم دیں،لوگوں کو قرآنِ کریم اور حدیث پڑھائیں اور اپنے شاگرد تیار کریں جو آگے اور جگہوں پر پھیل جائیں اس طرح سارے ملک میں وہ زمانہ دوبارہ آجائے گا جو پرانے صوفیا کے زمانے میں تھا..........

”سو آج بھی زمانہ ہے کہ ہمارے وہ نوجوان جن میں اس قربانی کا مادہ ہو کہ وہ اپنے گھربار سے علیحدہ رہ سکیں، بے وطنی میں ایک نیا وطن بنائیں اور پھر آہستہ آہستہ اس کے ذریعہ سے تمام علاقہ میں نور..... اور نورِ ایمان پھیلائیں،اپنے آپ کو اس غرض کے لئے وقف کریں۔میرے نزدیک یہ کام بالکل ناممکن نہیں،بلکہ ایک سکیم میرے ذہن میں آرہی ہے۔اگر ایسے نوجوان تیار ہوں جو اپنی زندگیاں...میرے سامنے وقف کریں اور میری ہدایت کے ماتحت کام کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ خدمتِ.....کا ایک بہت بڑا موقع اس زمانہ میں ہے۔جیسا کہ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کے زمانہ میں تھا یا جیسا کہ حضرت سید احمد صاحب بریلویؒ اور دوسرے صوفیاء و اولیاء کے زمانہ میں تھا۔“ (الفضل 6 فروری 1958ء)

حضرت مصلح موعود نے جلسہ سالانہ 1957ء کو جماعت کے سامنے وقفِ جدید کی سکیم بیان کرتے ہوئے فرمایا:

”میری اس وقف سے غرض یہ ہے کہ پشاور سے لیکر کراچی تک ہمارے معلمین کا جال پھیلا دیا جائے اور تمام جگہوں پر تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر۔یعنی دس دس پندرہ پندرہ میل پر ہمارا معلم موجود ہو۔اور اس نے مدرسہ جاری کیا ہوا ہو یا دکان کھولی ہوئی ہو اور وہ سارا سال اس علاقہ کے لوگوں میں رہ کر کام کرتا رہے اور گو یہ سکیم بہت وسیع ہے مگر میں نے

خرچ کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے شروع میں صرف دس واقفین لینے کا فیصلہ کیا ہے ممکن ہے بعض واقفین افریقہ سے لئے جائیں یا اور غیر ملکوں سے بھی لئے جائیں مگر بہر حال ابتداء دس واقفین سے کی جائے گی۔ اور پھر بڑھاتے بڑھاتے ان کی تعداد ہزاروں تک پہنچانے کی کوشش کی جائے گی.........

''.........پس میں جماعت کے دوستوں سے کہتا ہوں کہ وہ جتنی قربانی کر سکیں اس سلسلہ میں کریں اور اپنے نام اس سکیم کے لئے پیش کریں۔ اگر ہمیں ہزاروں معلم مل جائیں تو پشاور سے کراچی تک کے علاقہ کو ہم دینی تعلیم کے لحاظ سے سنبھال سکتے ہیں۔ اور ہر سال دس دس بیس بیس ہزار اشخاص کی تعلیم و تربیت ہم کر سکیں گے۔''

(الفضل 16 / فروری 1958ء)

حضرت مصلح موعود نے 2 / جنوری 1958ء کے خطبہ جمعہ میں وقف جدید کی اہمیت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''پس میں جماعت کے دوستوں کو ایک بار پھر اس وقف کی طرف توجہ دلاتا ہوں ہماری جماعت کو یاد رکھنا چاہئے کہ اگر وہ ترقی کرنا چاہتی ہے تو اس کو اس قسم کے وقف جاری کرنے پڑیں گے اور چاروں طرف رشد و اصلاح کا جال پھیلانا پڑے گا یہاں تک کہ پنجاب کا کوئی گوشہ اور کوئی مقام ایسا نہ رہے جہاں رشد و اصلاح کی کوئی شاخ نہ ہو.........اب وہ زمانہ نہیں رہا کہ ایک مربی ایک ضلع میں مقرر ہو گیا اور وہ دورہ کرتا ہوا ہر ایک جگہ گھنٹہ گھنٹہ دو دو گھنٹے ٹھہرتا ہوا سارے ضلع میں پھر گیا اب ایسا زمانہ آ گیا ہے کہ ہمارے مربی کو ہر گھر اور ہر جھونپڑی تک پہنچنا پڑے گا اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب میری نئی سکیم پر عمل کیا جائے اور تمام پنجاب میں بلکہ کراچی سے لے کر پشاور تک ہر جگہ ایسے آدمی مقرر کر دئے جائیں جو اس علاقے کے لوگوں کے اندر رہیں اور ایسے مفید کام کریں کہ لوگ ان سے متاثر ہوں وہ انہیں پڑھائیں بھی اور رشد و اصلاح کے کام بھی کریں اور یہ جال اتنا وسیع طور پر پھیلایا جائے.........اور اس کے ذریعے گاؤں گاؤں اور قریہ قریہ کے لوگوں تک ہماری آواز پہنچ جائے بلکہ ہر گاؤں کے ہر گھر تک ہماری پہنچ ہو.........پس جب تک ہم اس مہا جال کو نہ پھیلائیں گے اس وقت تک ہم کامیاب نہیں ہو سکتے۔'' (الفضل 11 / جنوری 1958ء)

''ہماری اصل سکیم تو یہ ہے کہ کم سے کم ڈیڑھ ہزار سینٹر سارے ملک میں قائم کر دئے جائیں.........اگر ڈیڑھ ہزار سنٹر قائم ہو جائیں تو کراچی سے پشاور تک ہر پانچ میل پر ایک سنٹر قائم ہو جاتا ہے.........پس اگر ڈیڑھ ہزار سینٹر قائم ہو جائے تو ہمارے ملک کا کوئی گوشہ اصلاح و ارشاد کے دائرے سے باہر نہیں رہ سکتا.........''

(الفضل 15 مارچ 1958ء)

ان اقتباسات میں حضرت مصلح موعود نے وقف جدید کی ابتدائی سکیم بیان فرمائی ہے۔ اس سکیم کے تحت سارے پاکستان میں معلمین کا جال پھیلایا جائے تا کہ ہر گاؤں میں ہمارا ایک معلم کام کر رہا ہے۔ جس کی پہنچ اس گاؤں کے ہر گھر تک

ہواس طرح ہم احمدیت کا پیغام ہر گھر تک پہنچا سکتے ہیں اس سے آپ پاکستان میں وقف جدید کی وسعت کا اندازہ کر سکتے ہیں اور ساتھ ہی حضور کا یہ ارشاد کہ فی الحال اس تحریک کو پاکستان میں شروع کیا جاتا ہے۔ ممکن ہے بعض معلمین افریقہ سے لینے پڑیں۔ حضور کا یہ فقرہ وقف جدید کی عالمگیریت کو واضح کر رہا ہے۔ کہ بوقت ضرورت وقف جدید کو دوسرے ممالک میں جاری کیا جا سکے گا۔ 1985ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے وقف جدید کو تمام ممالک میں جاری کرنے کا اعلان فرمایا:

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ارشاد فرمایا اس کا نام انجمن احمدیہ وقف جدید اس کا نام ہوگا اور اس کے اہم مقاصد تعلیم بالغاں اور اصلاح وتربیت ہوں گے۔

اس کے ممبران خلیفہ وقت کی طرف سے نامزد کئے جاتے ہیں۔ ابتدائی ممبران یہ تھے۔ حضرت مصلح موعود نے درج ذیل ابتدائی ممبران مجلس وقف جدید کے لئے مقرر فرمائے:۔

۱۔ مکرم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ۲۔ مکرم مولوی عبدالرحمٰن انور صاحب
۳۔ مکرم چوہدری محمد شریف صاحب ۴۔ مکرم مولوی ابوالمنیر نورالحق صاحب
۵۔ مکرم سید منیر احمد باہری صاحب سیکرٹری مجلس و دفتر انچارج
۶۔ مکرم شیخ محمد احمد مظہر صاحب ایڈووکیٹ (سابقہ نام لائل پور) فیصل آباد صدر مجلس
۷۔ مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب

اس انجمن کا پہلا اجلاس 13 جنوری 1958ء کو دفتر پرائیویٹ سیکریٹری میں منعقد ہوا۔ جس میں مندرجہ ذیل ممبران شامل ہوئے۔

۱۔ مکرم مولوی عبدالرحمٰن انور صاحب ۲۔ مکرم چوہدری محمد شریف صاحب
۳۔ مکرم مولوی ابوالمنیر نورالحق صاحب ۴۔ مکرم سید منیر احمد باہری صاحب

21 جنوری 1958ء کو انجمن احمدیہ وقف جدید باقاعدہ رجسٹرڈ ہوئی۔

وقف جدید کے ہر شعبہ کا نگران ناظم کہلاتا ہے۔ ناظمین کے علاوہ بھی ممبران ہوتے ہیں۔ حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر وقف جدید کے قیام سے تا وفات 28 مئی 1995ء تک مجلس وقف جدید کے صدر رہے۔ پھر حضرت مرزا عبدالحق صاحب بھی ایک سال صدر مجلس وقف جدید رہے مکرم شیخ مظفر احمد ظفر صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ ضلع فیصل آباد جنوری 1997ء سے وقف جدید کے صدر مجلس چلے آرہے ہیں۔ جو خلیفہ وقت کی ہدایات کے مطابق وقف جدید کا کام سرانجام دے رہے ہیں وقف جدید کے کام کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے نظامت مال، نظامت ارشاد۔

حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب وقف جدید کے اولین ممبر تھے۔ حضرت مصلح موعود نے 21 اکتوبر 1958ء کو پہلے افسر تبلیغ پھر ناظم تعلیم اور ناظم ارشاد مقرر ہوئے ایک وقت تک شعبہ مال کے بھی ناظم تھے۔ درمیان

میں مکرم عبد السلام اختر صاحب ایم۔ اے بھی ناظم مال رہے ان کے جانے کے بعد پھر ناظم مال وارشاد کے فرائض خلافت پر متمکن ہونے پر سرانجام دیتے رہے۔ 12/جون 1982ء سے 6/مارچ 2003ء تک مکرم چوہدری اللہ بخش صاحب صادق ناظم ارشاد و ناظم مال دونوں نظامتوں کے انچارج رہے۔ اس وقت مکرم چوہدری مظہر اقبال صاحب ناظم ارشاد، مکرم حافظ خالد افتخار صاحب ناظم مال کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

**نظامت مال**: اس شعبہ کے ذمہ چندہ وقف جدید کی وصولی کا انتظام ہے اس شعبہ کا نگران ناظم مال کہلاتا ہے۔ جو خلیفہ وقت کی ہدایات کے مطابق کام سرانجام دیتا ہے۔ اور چندہ کی وصولی کے نظام کی نگرانی کرتا ہے۔ وقف جدید کا سال یکم جنوری تا 31/دسمبر شمار کیا جاتا ہے۔ احباب جماعت اپنی استطاعت کے مطابق ہر سال کے شروع میں چندہ وقف جدید کے دینے کا وعدہ کرتے ہیں۔ کہ دوران سال ہم اتنا چندہ ادا کریں گے۔ چندہ وقف جدید کی درج ذیل مدات ہیں۔

۱۔ چندہ وقف جدید بالغان ۲۔ چندہ وقف جدید اطفال و ناصرات

۳۔ قیام مراکز ۴۔ امداد مراکز

چندہ وقف جدید بالغان کے دو حصے ہیں ایک احباب جماعت اپنی استطاعت کے مطابق چندہ ادا کرتے ہیں دوسرے معاونین خصوصی ہوتے ہیں صف اول کے معاونین خصوصی ایسے افراد جماعت جو ایک ہزار روپیہ یا اس سے زائد سالانہ ادا کرتے ہیں۔

صف دوم کے معاونین خصوصی ایسے افراد جماعت جو پانچ سو روپیہ سے 999 روپے تک سالانہ ادا کرتے ہیں۔

1958ء چندہ وقف جدید کی کل آمد 63623 روپے تھی۔ 1965ء میں یہ آمد 124324 روپے ہوگئی۔

**قیام مراکز**: ایسی جماعتیں یا افراد جو وقف جدید کے معلم کا سارا خرچ یا کچھ حصہ وقف جدید کو ادا کرتے ہیں یہ رقم چندہ وقف جدید کے علاوہ ہوتی ہے۔

**امداد مراکز**: وقف جدید کے تحت پاکستان کے ضلع تھرپارکر میں جہاں ہندوؤں کی ایک کثیر تعداد ہے۔ وہاں ہندوؤں میں دعوت الی اللہ کا کام ہو رہا ہے اس کام کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 1978ء میں ایک خصوصی مد امداد مراکز کے نام سے قائم فرمائی۔ جس کا بجٹ ایک لاکھ روپیہ مقرر فرمایا۔

**دفتر اطفال**: حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 7/اکتوبر 1966ء کو دفتر اطفال کا اعلان فرمایا۔ آپ نے 15 سال کی عمر کے لڑکوں اور لڑکیوں۔ اطفال اور ناصرات کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

”میں آج احمدی بچوں (لڑکوں اور لڑکیوں) سے اپیل کرتا ہوں کہ اے خدا اور اس کے رسول کے بچو۔ اٹھو اور آگے بڑھو اور تمہارے بڑوں کی غفلت کے نتیجہ میں وقف جدید کے کام میں جو رخنہ پڑ گیا ہے اسے پر کر دو اور اس کمزوری کو دور کر دو........... وہ بچے جو اپنی عمر کے لحاظ سے اطفال الاحمدیہ یا ناصرات الاحمدیہ میں شامل ہو چکے

ہیں یعنی ان کی عمریں سات سال سے پندرہ سال کی ہیں اگر وہ مہینہ میں ایک اٹھنی وقف جدید میں دیں تو جماعت کے سینکڑوں ہزاروں خاندان ایسے ہیں جن پر ان بچوں کی قربانی کے نتیجہ میں کوئی ایسا بار نہیں پڑے گا.........اب سال کا بہت تھوڑا حصہ باقی رہ گیا ہے اگر احمدی بچے اس پر پچاس ہزار روپے پیش کردیں تو وہ دنیا میں ایک بہترین نمونہ قائم کرنے والے ہوں گے۔'' (الفضل 13/ اکتوبر 1966ء)

جماعت احمدیہ کے بچوں اور بچیوں اطفال الاحمدیہ اور ناصرات الاحمدیہ نے اپنے پیارے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے جیب خرچ اور اپنی عیدی اپنے امام کے حضور پیش کردی۔

چندہ اطفال کو بھی دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے ایک تو وہ عام بچے ہیں جو چھ روپے سالانہ یا اس سے کچھ زائد چندہ ادا کرتے ہیں۔ دوسرے وہ ننھے مجاہدین اور ننھی مجاہدات ہیں جو سالانہ ایک سو روپیہ یا اس سے زائد چندہ ادا کرتے ہیں

چندہ اطفال وقف جدید کی وصولی کا تمام کام عملہ خدام الاحمدیہ کے سپرد ہے جو اطفال الاحمدیہ کے ذریعہ چندہ اطفال وقف جدید وصول کرتی ہے جس کے لئے اطفال الاحمدیہ میں وقف جدید کی اہمیت واضح کر کے ان کو چندہ کی ادائیگی کی ترغیب دی جاتی ہے اور ناصرات کا چندہ لجنہ اماء اللہ کے سپرد ہے اور سات سال سے کم عمر بچگان بھی لجنہ اماء اللہ کے ساتھ منسلک ہیں۔

**شعبہ آڈٹ**: وقف جدید انجمن کے قیام کے ساتھ ہی شعبہ آڈٹ کا قیام عمل میں آیا جس کا کام حسابات کی پڑتال کرنا ہے۔ حضرت مصلح موعود نے 16/ مارچ 1958ء کو مکرم محمد اسماعیل معتبر صاحب کو بطور آڈیٹر مقرر فرمایا۔ اس کے بعد مکرم مرزا محمد صادق صاحب، مکرم ملک ولائت خان صاحب، مکرم صوفی خدا بخش صاحب، مکرم مولوی نور احمد صاحب، مکرم چوہدری محمد یوسف صاحب کو خدمت کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس وقت مکرم ضیاء الرحمٰن صاحب بطور آڈیٹر کام کر رہے ہیں۔

**نظامت ارشاد**: نظامت ارشاد کا نگران ناظم ارشاد کہلاتا ہے۔ جس کے ذمہ معلمین کی تعلیم وتربیت اور پاکستان میں اصلاح وارشاد اور معلمین کے کام کی نگرانی کرنا ہے۔ نظامت ارشاد کا کام احباب جماعت کی بڑھتی ہوئی تعلیم وتربیت کی ضروریات کو پورا کرنا ہے۔ اور پاکستان کے دیہاتی علاقوں میں تعلیم وتربیت اور دعوت الی اللہ کا کام کرنا ہے۔ نظامت یہ کام اپنے معلمین کے ذریعے انجام دیتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی ہدایات کے ماتحت واقفین کے انٹرویو اور انتخاب کا کام شروع کر دیا گیا تھا۔ 15 جنوری 1958ء کو پانچ واقفین کا انٹرویو لیا گیا۔ 18 جنوری کو 14 واقفین کو بطور معلم منتخب کرلیا گیا۔ حضور نے ابتداء میں 10 معلمین کے ذریعہ اصلاح وتعلیم کا کام شروع کرنے کی ہدایت فرمائی تھی۔ جس کی تعمیل میں معلمین کے لئے ایک ہفتہ کی تربیتی کلاس کا انعقاد کیا گیا اور بہت جلد درویشوں کا ایک گروہ عملی جدوجہد کے آغاز کے واسطے تیار ہوگیا۔ یکم فروری 1958ء کو دعاؤں کے ساتھ مندرجہ ذیل معلمین کا پہلا قافلہ سوئے منزل روانہ ہوگیا۔

۱۔ مکرم احسان الٰہی صاحب ۲۔ مکرم محمد یوسف صاحب

۳۔ مکرم رشید احمد طارق صاحب لاکھاروڈ سندھ ۴۔ رشید احمد طیب صاحب بہاولپور
۵۔ مکرم منیر احمد محمود صاحب لیہ ۶۔ مکرم مبارک احمد خان صاحب مردان

16 فروری کو مزید 22 واقفین کا انٹرویو لیا گیا اور سینٹروں میں تقرر کیا گیا۔

سال کے خاتمے تک 90 مراکز وقف جدید کے تحت قائم ہو چکے تھے اور معلمین جانفشانی سے اس مبارک تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے ہمہ تن مصروف عمل تھے۔

**وقف جدید کے خوشکن نتائج:** وقف جدید کے اجراء کے ٹھیک ایک ماہ بعد اس کے کام کا آغاز ہو جانا یقیناً کامیابی کی علامت اور روشن مستقبل کی دلیل تھی۔ ابھی ایک سال بھی تمام نہ ہوا تھا کہ جلسہ سالانہ 1958ء کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے وقف جدید کی کامیابی اور اس کے خوشکن نتائج کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا:۔

''اس سال 90 معلم وقف جدید میں کام کر رہے ہیں اور ستر ہزار روپیہ کے وعدے جماعت کی طرف سے آئے تھے جو قریباً پورے ہو گئے ہیں۔ جس کی وجہ سے یہ صیغہ بڑی عمدگی سے اپنا کام کر رہا ہے۔ وقف جدید کی معرفت 400 بیعت آئی ہے۔ اصلاح وارشاد کی معرفت صرف 54 افراد سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں۔ اگر جماعت اپنی آمد بڑھائے تو اس کے نتیجہ میں چندہ کی مقدار بھی بڑھ جائے گی۔ جس سے ہم اپنے کام سہولت سے وسیع کر سکیں گے بلکہ بیماریوں کو دور کرنے میں بھی ہم ملک کی مدد کر سکیں گے کیونکہ وقف جدید کے معلم تعلیم کے ساتھ ساتھ علاج معالجہ بھی کرتے ہیں اور اس سے ملک میں بیماریوں کو دور کرنے میں مدد مل رہی ہے۔''

(الفضل 24 جنوری 1959ء)

**معلمین وقف جدید:** معلمین کا میٹرک سیکنڈ ڈویژن ہونا ضروری ہے۔ معلمین واقف زندگی ہوتے ہیں۔ جو اپنی زندگی خدا تعالیٰ کے لئے اور احمدیت کیلئے وقف کرتے ہیں۔ ہر معلم کو آغاز میں ایک سال کی تعلیم دی جاتی تھی۔ جس میں قرآن مجید باترجمہ، نماز باترجمہ اور نماز کے مسائل، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب ازالہ اوہام، فتح اسلام، ضرورت امام، کشتی نوح۔ اسلامی اصول کی فلاسفی۔ نزول المسیح، تحفہ گولڑویہ اس کے علاوہ دعوت الامیر۔ حدیقۃ الصالحین نبراس المومنین، فقہ احمدیہ، اس کے علاوہ بنیادی اختلافی مسائل، وفات مسیح، صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام، ختم نبوت کی حقیقت سے روشناس کرانا کے مسائل سکھائے جاتے ہیں۔ یہ ایک سالہ کورس مکمل کرنے والے واقفین کو سینئر معلمین کے پاس ایک ماہ زیر تربیت رکھا جاتا ہے پھر ان کو دیہاتی مراکز میں کام کرنے کیلئے بھجوایا جاتا ہے۔ 1996ء سے عرصہ تعلیم دو سال کر دیا گیا تھا اب 2005ء سے معلم کی تعلیم کا دورانیہ تین سال کر دیا گیا ہے۔ اس وقت 67 طلبہ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ جدید سہولتوں سے آراستہ ہوسٹل کی سہولت بھی میسر ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے معلمین کلاس کو ''مدرسۃ الظفر'' کا نام عطا فرمایا تھا۔ اس وقت اس مدرسہ کے پرنسپل

مکرم اسفندیار منیب صاحب ہیں جو 13 اساتذہ کے تعاون سے معلمین کی تعلیم وتربیت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

ایک معلم کا حلقہ پانچ میل کا ہوتا ہے وہ اپنے حلقہ میں تعلیم وتربیت اور اصلاح وارشاد کا ذمہ دار ہوتا ہے وہ اپنے حلقہ کا دورہ کر کے معلوم کرتا ہے کہ اس کے حلقہ میں کل کتنے دیہات ہیں اور ان میں کتنی احمدی جماعتیں ہیں اور اس کے حلقہ میں کل کتنے احمدی احباب ہیں۔ معلم اپنے ماحول کا ایک نقشہ بنا کر دفتر کو بھجواتا ہے جس میں وہ اپنے جائزہ کے مطابق اعداد وشمار کا اندراج کرتا ہے اور دفتر کی ابتدائی رپورٹ بھجواتا ہے کہ اس وقت مقامی جماعت کی تعلیم وتربیت کا یہ حال ہے اتنے افراد قاعدہ یسرنا القرآن جانتے ہیں اتنے افراد قرآن مجید ناظرہ اور باترجمہ جانتے ہیں اور اتنے افراد نماز باجماعت ادا کرنے کے عادی ہیں اور تلاوت قرآن مجید کے عادی ہیں۔ اس گاؤں میں احمدیت کب یعنی کس سن میں آئی اور کون کون سے فرقے پائے جاتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

ہر معلم کے لئے ماہانہ رپورٹ کارگزاری دفتر کو بھجوانا ضروری ہے۔ جس میں معلم دوران ماہ اپنے کام کی تفصیل درج کرتا ہے۔ اس ماہ کتنے دیہات کا دورہ کیا۔ دورہ کے دوران کتنا سفر کیا۔ زیر دعوت دوستوں کی تعداد اور ان سے رابطے کی تفصیل دوران ماہ کتنے پھل ملے۔

احباب جماعت کی تعلیم وتربیت بھی معلمین کا بہت بڑا کام ہے۔ ہر معلم اپنے سنٹر کی تعلیم وتربیت کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ معلم اپنی ماہانہ رپورٹ میں اس قسم کے امور درج کرتا ہے۔ قاعدہ یسرنا القرآن پڑھنے والے۔ قرآن مجید ناظرہ پڑھنے والے قرآن مجید باترجمہ، نماز باترجمہ اور بنیادی اختلافی مسائل، وفات مسیح، صداقت حضرت مسیح موعود اور ختم نبوت سیکھنے والے نماز باجماعت اور قرآن مجید کی تلاوت کے عادی افراد معلم یہ تعداد تنظیم وار اپنے فارم میں درج کرتا ہے۔ ناخواندہ افراد کو لکھنا پڑھنا سکھاتا ہے اپنے سنٹر میں جماعتی چندوں کی وصولی کے سلسلے میں عہدہ دار کے ساتھ تعاون کرتا ہے۔ جماعت کی ذیلی تنظیموں انصار اللہ، خدام الاحمدیہ، اطفال الاحمدیہ ناصرات الاحمدیہ، لجنہ اماء اللہ کے ساتھ تعاون اور راہنمائی کرتا ہے۔ احباب جماعت میں داعی اللہ کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔ تاکہ اصلاح وارشاد کے کام کو وسیع کیا جاسکے۔

226 معلمین اصلاح وارشاد اور تعلیم وتربیت کے کام کے علاوہ خدمت خلق کے کام بھی کرتے ہیں۔ اپنے سنٹر میں طبی خدمات سرانجام دیتے ہیں۔ جو مریضوں کو مفت ادویہ یا برائے نام قیمت پر دوائی دیتے ہیں۔ دفتر وقف جدید کے ذریعہ ہزاروں افراد کو احمدیت قبول کرنے کی سعادت حاصل ہو چکی ہے۔ اور پاکستان میں 733 سنٹروں میں اب تک معلمین کام کر چکے ہیں۔

علاقہ نگر پارکر میں دعوت الی اللہ کا کام وقف جدید کے کام کا ایک اہم حصہ ہے علاقہ نگر پارکر میں ہندوؤں میں دعوت الی اللہ کا کام ہے۔ یہ علاقہ صوبہ سندھ میں ہے اور بھارت کے بارڈر کے ساتھ نہایت حساس علاقہ ہے۔ اور یہ علاقہ بہت ہی پسماندہ ہے وہاں زندگی کی سہولتیں نہ ہونے کے برابر ہیں وہاں اب بھی لوگ گھاس پھوس کی جھونپڑیوں میں

رہتے ہیں اس علاقے کے اکثر لوگوں نے ریل گاڑی میں سفر کرنا تو در کنار ریل گاڑی دیکھی تک نہیں۔ پانی اور بجلی کا کوئی تصور نہیں ہے۔ اگر بارش ہو جائے تو ان لوگوں کی خوراک کا انتظام ہو جاتا ہے اور اگر بارش نہ ہو۔ تو یہ علاقہ قحط کا شکار ہو جاتا ہے۔ اور لوگ اس علاقہ کو چھوڑ کر بالائی سندھ چلے جاتے ہیں جہاں محنت مزدوری کرتے ہیں اس علاقہ میں ہندوؤں کی قدیم اور پسماندہ ذات کے لوگ آباد ہیں۔ جن کا پیشہ جانور پالنا وغیرہ ہے۔ اس قسم کے پسماندہ علاقہ میں وقف جدید کے معلمین جا کر کام کر رہے ہیں۔ ان معلمین کو بعض اوقات پینے کے لئے پانی کئی کئی میل سے لانا پڑتا ہے۔ وہاں معلمین نہایت اخلاص اور جانفشانی سے کام کر رہے ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے انسانی کوششیں ثمر آور ہو رہی ہیں۔ اور اس قوم میں بڑے اچھے پھل مل رہے ہیں۔

1962ء میں مکرم سید احمد صاحب کمپوڈر کے ذریعہ مٹھی ونگر پارکر میں دعوت الی اللہ کے کام کا آغاز ہوا خدا تعالیٰ کے فضل سے چند پھل بھی ملے۔ جس کا ذکر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے وقف جدید کے پانچویں سال نو کے پیغام میں فرمایا۔

”مجھے بتایا گیا ہے کہ وقف جدید کے ماتحت اب اچھوت اقوام تک بھی دین حق کا پیغام پہنچانے کا کام شروع کر دیا ہے اور اس کے امید افزا نتائج پیدا ہو رہے ہیں۔“

1964ء کو حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد اور ناظم ارشاد وقف جدید اس علاقہ کے دورہ پر تشریف لے گئے تاکہ حالات کا مکمل طور پر جائزہ لیکر آئندہ کے لئے پروگرام بنایا جاسکے۔ ایک خطبہ میں اس دورہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”میں نے خود اس علاقہ کا دورہ کیا ہے اور ان کو میں نے یہ پیغام دیا کہ دیکھو ہم تمہیں انسان بنانے کے لئے آئے ہیں۔ انسان سے جانور بنانے کیلئے نہیں آئے تمہارے اندر بعض خوبیاں پائی جاتی ہیں ہم ان کو تباہ کرنے کے لئے نہیں آئے۔ اس لئے اگر تم نے روٹی اور کپڑے مانگنے ہیں تو بے شک مانگو مگر اخلاق حسنہ ہم تمہیں دیں گے خدا کی راہ میں ایثار کے آداب اور طریق ہم تمہیں سکھائیں گے اسکے اس لئے جماعت احمدیہ تو بجائے تمہیں دینے کے یہ کہنے آئی ہے کہ خدا کی راہ میں تم بھی چندے دینے شروع کرو۔ تمہیں بھی اپنے اندر ایک عزت کا احساس پیدا ہوگا۔“ چنانچہ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سے نومسلموں نے چندے دینے شروع کئے اگر چہ وہ چندے تھوڑے تھے مگر انہوں نے اپنی غربت کے حالات کے مطابق دینے ضرور شروع کئے۔“

اس علاقہ میں بطور امیر معلمین مکرم گل محمد صاحب، محمد اعظم اکانی صاحب، طیب علی خادم صاحب، حکیم محمد عقیل صاحب، محمد عاصم حلیم صاحب سید مبارک احمد شاہ صاحب، سردار محمد اسلم بلوچ اور مولانا محمد اشرف ناصر مربی سلسلہ مرحوم کو خدمت کی توفیق ملی۔ 1987ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اس علاقہ کے لئے ایک نائب ناظم ارشاد برائے مٹھی کا تقرر فرمایا۔ سب سے پہلے مکرم میجر (ریٹائرڈ) عبدالحمید شرما صاحب کا تقرر عمل میں آیا۔ اس کے بعد

مولانا عبدالقدیر فیاض چانڈیو، احسان اللہ چیمہ صاحب مربی سلسلہ کام کرنے کی سعادت پائی۔ اس وقت مکرم رانا منیر احمد صاحب مربی سلسلہ خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ اس علاقہ کو تین بڑے سنٹروں میں تقسیم کر کے دعوت الی اللہ کا کام ہو رہا ہے۔ مٹھی، نگر پارکر اور دانو واندل۔ اس کے علاوہ 30 معلمین مختلف گوٹھوں میں کام کر رہے ہیں۔ مکرم ڈاکٹر عبدالرحمٰن صدیقی صاحب مرحوم امیر ضلع میرپورخاص کے ذکر کے بغیر اس علاقہ میں دعوت الی اللہ کے کام کا ذکر ادھورا رہ جائے گا چونکہ ڈاکٹر صاحب نے اس سلسلے میں دامے درمے سخنے ہر لحاظ سے تعاون فرمایا ہے۔ اب ان کے بیٹے ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی صاحب امیر ضلع میرپورخاص اپنے باپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے خدمت سلسلہ میں مصروف ہیں۔

اب تک ان لوگوں میں سے احمدی ہونے والے سات نومسلم بطور معلم وقف جدید اور ایک مربی سلسلہ کام کر رہے ہیں۔ اور تین طلبا مدرسۃ الظفر میں زیر تعلیم ہیں۔ اب تک ہزاروں افراد کو خدا تعالیٰ کی توحید قبول کر کے اسلام میں داخل ہو چکے ہیں اور دو سو سے زائد دیہات سے احمدی احباب ہیں۔ معلمین اصلاح وارشاد اور تعلیم و تربیت کا کام کرنے کے ساتھ ان ناخواندہ اور پسماندہ قوم کے بچوں کو تعلیم کا انتظام بھی کرتے ہیں اب ان کی تعلیم کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ ان بچوں کو باقاعدہ ایک بورڈنگ ہاؤس میں رکھ کر ان کی تعلیم و تربیت کی جا رہی ہے۔ اس وقت احمدیہ بورڈنگ ہاؤس میں 45 طالب علم رہائش پذیر ہیں۔ یہ بورڈنگ ہاؤس مٹھی، نگر پارکر اور دانو واندل میں ہیں اس علاقہ میں بچوں کے لئے چار پرائمری سکول جاری کئے گئے ہیں جن میں 105 طالبعلم تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ امسال نگر پارکر میں بیت الذکر کے قریب چند خاندانوں کو آباد کیا گیا ہے تاکہ ان کی دینی رنگ میں تعلیم و تربیت کی جا سکے جس کے بڑے حوصلہ افزا نتائج حاصل ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ 8 بیوت الذکر قائم ہیں اور 3 سینٹرز میں ایم۔ٹی۔اے دکھانے کا انتظام ہے باقی سینٹروں میں کیسٹس کے ذریعے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ سنایا جاتا ہے۔

معلمین بھی اس علاقہ میں اصلاح وارشاد کے علاوہ طبی خدمات انجام دیتے ہیں۔ جس سے ان لوگوں سے ایک تعلق قائم ہو جاتا ہے۔ اور وہ غور سے معلمین کی باتیں سنتے ہیں اور متاثر ہوتے ہیں۔ اس علاقہ میں طبی ضروریات کے لئے ایک ڈسپنسری قائم ہے جہاں سے مفت اور برائے نام قیمت پر دوائی مہیا کی جاتی ہے۔ دور دراز کے علاقوں میں طبی خدمت کیلئے ایک آٹو موبائل ڈسپنسری جاری کی ہوئی ہے جس سے اس علاقہ کی بہت خدمت کی جا رہی ہے۔ اور اس علاقہ میں ایک بہت اچھا اثر ہو رہا ہے۔ اب تو مٹھی میں پچاس بستروں کا المہدی ہسپتال جدید سہولتوں سے آراستہ اس علاقہ کے لوگوں کی خدمت میں مصروف ہے۔ اس میں دو ڈاکٹرز اور ایک لیڈی ڈاکٹر کام کر رہے ہیں۔

اس علاقہ میں ہندو مہاجن بہت چھایا ہوا ہے۔ وہ ان لوگوں کو ضروریات کیلئے قرض دیتا ہے اور یہ سود در سود چڑھتا رہتا ہے اور ہر سال مہاجن آ کر ان کی تمام فصل اور مویشی بھی لے جاتا ہے۔ مگر قرض ختم نہیں ہوتا۔ وقف جدید نے اس طرف

بھی خصوصی توجہ دی ہے کہ فصل کی کاشت کے موقعہ پر ان لوگوں کو بیج ادھار دیا جاتا ہے جس سے یہ بنئے کے قرض سے بچ جاتے ہیں فصل پک جانے کے بعد یہ رقم یا بیج واپس کر دیتے ہیں۔ جس سے ان لوگوں میں یہ احساس پیدا ہو رہے ہیں کہ اصل ہمدرد تو ہماری یہی جماعت ہے جو ہمارا مختلف طریقوں سے خیال رکھتی ہے۔

1986ء میں علاقے میں بارش نہ ہونے کی وجہ سے شدید قحط سالی کا پیدا ہوگئی کیونکہ یہ لوگ بارش کا جمع کیا ہوا پانی پیتے ہیں اس لئے بارش نہ ہونے کی وجہ سے پینے کے پانی کی بھی قلت ہوگئی۔ یہ قحط اتنا شدید تھا بھوک کی وجہ سے مویشی موت کا شکار ہونے لگے اور بعض جگہ بھوک کی وجہ سے انسانی اموات کی اطلاع بھی موصول ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی منظوری سے اس علاقہ میں ہنگامی بنیادوں پر امداد کا کام شروع کیا گیا۔ اور اس علاقہ میں ڈیڑھ لاکھ روپیہ کی گندم تقسیم کی گئی۔ جب قحط سالی شدت اختیار کر گئی اور بارش کا موسم گذر گیا تو لوگ اس علاقہ سے ہجرت کر جانے پر مجبور ہو گئے۔ چنانچہ لوگ قافلوں کی صورت میں تھر سے باہر نکلے تو آگے سندھ میں جانے کیلئے انہوں نے نوکوٹ میں قیام کیا تو وہاں وقف جدید کی طرف سے ان کے خوراک کا انتظام کیا گیا تو اس سلسلے میں مقامی ہندوؤں تنظیموں نے روکاوٹ ڈالی مگر جب لوگوں نے دیکھا کہ یہ خود تو کچھ مدد نہیں کرتے اور دوسروں کو مدد کرنے سے روکتے ہیں تو وہ خود بخود جماعت کی طرف سے کئے گئے انتظام سے کھانا کھانے لگے۔

جماعت کی طرف سے طبی خدمات اور دیگر خدمت خلق کے کاموں اور اصلاح وارشاد کا یہاں بہت اچھا اثر ہو رہا ہے۔ اور نہایت تیزی سے لوگ جماعت کی طرف رجوع کر رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑا اچھا اثر ہو رہا ہے اور معلمین بڑی محنت اور جانفشانی اور لگن اخلاص سے کام کر رہے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ ان کی کوششوں کو بھی ثمر آور بنائے۔ آمین

**فضل عمر ہومیو پیتھک ڈسپنسری** : دفتر وقف جدید میں ایک ہومیو پیتھک ڈسپنسری قائم ہے جہاں سے تقریباً 200 افراد روزانہ دوائی حاصل کرتے ہیں۔ مکرم ڈاکٹر فضل الٰہی صاحب اور مکرمہ ڈاکٹر لمۃ القدوس باری صاحبہ مریضوں کا توجہ سے علاج کرتے ہیں۔ مکرم منظور احمد سعید صاحب بطور ڈسپنسر بیس سال سے زائد عرصہ سے یہ خدمت بڑی جانفشانی سے کرتے چلے آرہے ہیں۔ آخر میں وقف جدید کے معلمین اور کارکنان کے لئے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں مزید اور نمایاں خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

---

# نصاب سہ ماہی اوّل (جنوری تا مارچ ۲۰۰۷ء)

1۔ ترجمہ قرآن کریم پارہ نمبر 5 نصف اوّل

2۔ کتاب ''البلاغ'' از حضرت مسیح موعود علیہ السلام (روحانی خزائن جلد ۱۳)

3۔ کتاب ''اسوۂ حسنہ'' از حضرت مصلح موعود (انوار العلوم جلد ۱۷)

# حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

# کی ماموریت کا چھبیسواں سال

## ۱۹۰۷ء میں ہونے والے الہامات، عظیم الشان تائیدات الٰہیہ اور اہم واقعات کا تذکرہ

مرتب:۔مکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب

### ۳رجنوری ۱۹۰۷ء:۔تازہ الہامات ورویاء

(۱)سَاُکْرِمُکَ اِکْرَامًا عَجَبًا وَّ کَانَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ مُّقْتَدِرًا

ترجمہ:۔عنقریب میں تیری عجیب عزت ظاہر کروں گا اور اللہ تعالیٰ ہر شئے پر قادر ہے۔

(۲)رویا:۔شریف احمد کو خواب میں دیکھا کہ اس نے پگڑی باندھی ہوئی ہے اور دو آدمی پاس کھڑے ہیں۔ایک نے شریف احمد کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ وہ بادشاہ آیا۔دوسرے نے کہا کہ ابھی تو اس نے قاضی بننا ہے۔

فرمایا:۔قاضی حَکَم کو بھی کہتے ہیں قاضی وہ ہے جو تائید حق کرے اور باطل کو رد کرے۔چند سال ہوئے ایک دفعہ ہم نے عالم کشف میں اسی لڑکے شریف احمد کے متعلق کہا تھا کہ اب تو ہماری جگہ بیٹھ اور ہم چلتے ہیں اور جب یہ پیدا ہوا تھا تو اُس وقت عالم کشف میں آسمان پر ایک ستارہ دیکھا تھا جس پر لکھا تھا۔مُعَمَّرُ اللّٰہ۔ (الحکم ۱۰رجنوری ۱۹۰۷ء)

### ۴رجنوری ۱۹۰۷ء:ایک عظیم الشان نشان پورا ہوا

**سعد اللہ لدھیانوی کی ہلاکت:۔** اشتہار انعامی تین ہزار مشتہرہ ۵۔اکتوبر ۱۸۹۴ء کے صفحہ ۱۲ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سعد اللہ کو مخاطب کر کے یہ پیشگوئی شائع کی۔

”حق سے لڑتا رہ آخر اے مردود دیکھے گا کہ تیرا کیا انجام ہوگا۔اے عدو اللہ تو مجھ سے نہیں خدا سے لڑ رہا ہے بخدا مجھے اسی وقت ۲۹ ستمبر ۱۸۹۴ء کو تیری نسبت الہام ہوا ہے اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ اور ہم نے اس طرح پر آتھم کا رجوع بحق ہونا بے ثبوت نہیں کہا“

الحکم میں درج ہے۔

یہ وہ پیشگوئی ہے جس کو شائع ہوئے آج ۱۰رجنوری ۱۹۰۷ء تک ۱۲ برس ۳ مہینے اور ۱۲ دن ہو چکے ہیں اس کے بعد متواتر یہ وحی شائع ہوتی رہی یہ اتنی لمبی مدت ہے کہ اسی میں سعد اللہ جیسا نوجوان اور مضبوط قویٰ کا آدمی ایک اور شادی کر کے بھی اولاد

پیدا کر سکتا تھا مگر خدا تعالیٰ کی باتیں ٹلا نہیں کرتیں اور وہ پوری ہو کر رہتی ہیں۔ سعد اللہ کا ایک بیٹا موجود ہے لیکن اب تک اس کی کوئی اولاد نہیں قطع نظر اس سوال کے کہ اُس نے شادی کی یا کیوں نہیں کی۔ پس سلسلہ نسل کا ختم ہو جانا ابتر ہونے کو پورے طور پر ثابت کرتا ہے اس کے علاوہ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ سعد اللہ دونوں طرح سے ابتر سلسلہ اولاد کے لحاظ سے بھی اور اس لحاظ سے بھی کہ وہ حضرت اقدس کے مقابلہ میں مخالفت کے لئے اُٹھا مگر ناکام اور نامراد رہا اور پوری نامرادی کے ساتھ جنوری کے پہلے ہی ہفتہ میں فوت ہو گیا۔ (الحکم ۱۰ر جنوری ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۵)

## سعد اللہ کے بیٹے کی ابتر موت:

اس کے لڑکے کی نسبت حاجی عبدالرحیم کی دختر سے ہو چکی تھی اور عنقریب شادی ہونے والی تھی مگر اسے یہ بھی نصیب نہ ہوا کہ اپنے اکلوتے لڑکے کی شادی دیکھ لیتا۔ سعد اللہ کی موت کے بعد اس کے بیٹے نے کو شادی کر لی مگر لمبا عرصہ زندہ رہنے کے باوجود تمام عمر لاولد رہ کر ۱۲ر جولائی ۱۹۲۶ء کو موضع کرم کلاں میں فوت ہو گیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی ہر لحاظ سے لفظاً لفظاً پوری ہو گئی۔ (تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ ۴۸۲)

## عبدالکریم کی معجزانہ شفا کا بے نظیر نشان

۱۹۰۷ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا اور توجہ سے احیائے موتی کا ایک بے نظیر نشان ظاہر ہوا جس نے دنیا کے خصوصی ماہرین امراض کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔ اس نشان کی تفصیل خود حضرت اقدسؑ کے الفاظ میں یہ ہے۔

''عبدالکریم نام ولد عبدالرحمن ساکن حیدر آباد دکن ہمارے مدرسہ میں ایک لڑکا طالب علم ہے قضاء اور قدر سے اس کو سگ دیوانہ کاٹ گیا۔ ہم نے اس کو معالجہ کے لئے کسولی بھیج دیا۔ چند روز تک اس کا کسولی میں علاج ہوتا رہا پھر وہ قادیان میں واپس آیا۔ تھوڑے دن گزرنے کے بعد پھر اس میں آثار دیوانگی ظاہر ہوئے جو دیوانہ کتے کے کاٹنے کے بعد ظاہر ہوا کرتے ہیں اور پانی سے ڈرنے لگا اور خوفناک حالت پیدا ہو گئی تب اس غریب الوطن عاجز کے لئے میرا دل سخت بے قرار ہوا اور دعا کے لئے ایک خاص توجہ پیدا ہو گئی۔ ہر ایک شخص سمجھتا تھا کہ وہ غریب چند گھنٹہ کے بعد مر جائے گا...... اس بیمار پر جو درحقیقت مردہ تھا اس توجہ کے آثار ظاہر ہونے شروع ہو گئے اور یا تو وہ پانی سے ڈرتا اور روشنی سے بھاگتا تھا اور یا یک دفعہ طبیعت نے صحت کی طرف رخ کیا اور اس نے کہا کہ اب مجھے پانی سے ڈر نہیں آتا۔ تب اس کو پانی دیا گیا تو اس نے بغیر کسی خوف کے پی لیا بلکہ پانی سے وضو کر کے نماز بھی پڑھ لی اور تمام رات سوتا رہا اور خوفناک اور وحشیانہ حالت جاتی رہی۔ یہاں تک کہ چند روز تک بکلی صحت یاب ہو گیا۔ میرے دل میں فی الفور ڈالا گیا کہ یہ دیوانگی کی حالت جو اس میں پیدا ہو گئی تھی یہ اس لئے نہیں تھی کہ وہ دیوانگی اس کو ہلاک کرے بلکہ اس لئے تھی کہ تا خدا کا نشان ظاہر ہو اور تجربہ کار لوگ کہتے ہیں کہ کبھی دنیا میں ایسا دیکھنے میں نہیں آیا کہ ایسی حالت میں کہ جب کسی کو دیوانہ کتے نے کاٹا ہو اور دیوانگی کے آثار ظاہر ہو گئے ہوں پھر کوئی شخص اس حالت سے جانبر ہو سکے۔'' (تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ ۴۸۵)

**۱۷/جنوری ۱۹۰۷ء:۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیفی مصروفیات**

''حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام باوجود بیماری وضعف ونقاہت کے اپنے منصبی کام میں برابر مصروف ہیں۔آجکل آپ حقیقت الوحی کا ایک ضمیمہ استفتاء عربی زبان میں لکھ رہے ہیں ۴۸صفحہ تک کاتب لکھ چکا ہے اور مضمون بھی برابر آرہا ہے باوجودیکہ آپ کو مدام دوران سر وکثرت پیشاب.....کی سخت خطرناک بیماریاں شامل حال رہتی ہیں تو بھی آپ تھوڑا سا افاقہ ہونے پر لکھنا شروع کر دیتے ہیں جس سے آپ کو بیماری کا دورجلدی آجاتا ہے آپ جانتے ہیں کہ دماغی محنت سے بیماری کا دورجلدی رجوع کرے گا اور جس کا ہزار بار تجربہ بھی ہو چکا ہے مگر پھر بھی آپ کو اپنے وجود کا اتنا غم نہیں جتنا کہ آپ کو مخلوق اللہ کا غم ہے آپ مدام یہی چاہتے ہیں کہ دنیا کے لوگ غفلت سے بیدار ہو جاویں اور کوئی تنفس غفلت میں ہلاک نہ ہو جاوے۔بخدا میں نے آپ کے قول ودعویٰ کو آپ کے حال کے موافق موازنہ کیا اور صحیح پایا۔.....صبح کو باہر سے آئے ہوئے احباب کی خاطر دوسرے تیسرے روز آپ معہ احباب باہر سیر کو تشریف لے جاتے ہیں دو تین میل تک آپ چلے جاتے ہیں اس سے بیماری کا دورجلدی نہیں آتا اور نئے مہمان بھی آپ کے کلمات سے مستفید ہو جاتے ہیں گھر میں بھی آپ مدام کھڑے ہو کر ٹہلتے ہوئے لکھتے ہیں اور قریباً آپ نے اپنی تمام تصنیفات اس طرح کھڑے ہو کر لکھی ہیں آپ کو یہ بیماریاں سن شباب سے لاحق ہیں۔'' (الحکم ۱۷/جنوری ۱۹۰۷ء صفحہ۱)

**۲۵/جنوری ۱۹۰۷ء:۔قادیان میں عید الاضحیٰ بروز جمعہ**

''پچیس تاریخ روز جمعہ کو یہاں عید الاضحیٰ ہوئی۔حضرت مولوی نورالدین صاحب نے خطبہ عید پڑھا اور قربانی کے اغراض بیان کئے۔بیرونجات سے نماز عید میں شامل ہونے کے واسطے بہت سے احباب تشریف لائے تھے۔نماز ۱/۲ ۱۰ بجے کے قریب شروع ہوئی اور نماز جمعہ ہر دو بیوت میں پڑھی گئی۔جمعہ کا خطبہ چھوٹی بیت میں حضرت مولوی محمد احسن صاحب امروہی نے پڑھا۔اس جگہ جب کبھی جمعہ کے روز کوئی عید آوے۔تو عید اور جمعہ ہر دو اپنے اپنے وقتوں پر ہوا کرتے ہیں۔''

(بدر ۲۷/جنوری ۱۹۰۷ء صفحہ۳)

**۳۱/جنوری ۱۹۰۷ء:۔خطوط کے جواب میں حضور کا طریق**

حضرت اقدس نماز عصر میں تشریف لائے مفتی صاحب سے فرمایا کہ:

''بعض شکایتیں آئی ہیں کہ خطوں کا جواب نہیں ملتا۔خطوں کے جواب لکھے جاویں.....واضح ہو کہ حضرت اقدس امام ہمام علیہ السلام کے نام جو خطوط آتے ہیں وہ براہ راست چٹھی رساں حضرت اقدس کو جا کر دیتا ہے اور سب خطوں کو حضرت اقدس خود ملاحظہ فرماتے ہیں اکثر جواب لکھنے کے لئے ہدایتیں کر کے منشی کو سپرد فرماتے ہیں۔ناسازیٔ طبع نہ ہو اور فرصت ہو تو بہت کا جواب خود تحریر فرماتے ہیں۔'' (ملفوظات جلد دوم صفحہ ۱۴۴)

**۱۲/فروری ۱۹۰۷ء:۔پھر بہار آئی تو آئے ثلج کے آنے کے دن**

''اس موسم بہار میں جس صفائی اور خوبی سے یہ پیشگوئی پوری ہوئی ہے اس پر کسی لمبی بحث کی حاجت نہیں۔یورپ

میں سردی کی شدت نے بھی اگرچہ ایک رنگ میں اس پیشگوئی کو پورا کیا ہے لیکن خود پنجاب میں جو حالت ہو رہی ہے اس سے غالباً کوئی متنفس ناواقف نہیں۔ آسمان غیر معمولی طور پر جھکا ہوا ہے اور بارش کا سلسلہ کچھ ایسے طور پر شروع ہوا ہے جو ایک خطرناک صورت دکھا رہا ہے۔'' (الحکم ۲۴ فروری ۱۹۰۷ء)

**مارچ ۱۹۰۷ء:- الہام**

''خدا تجھے ایک غیر معمولی عزت دے گا اور ہر ایک نعمت کے دروازے تیرے پر کھولے جاویں گے۔ خدا کا یہ ارادہ نہیں کہ تجھے مشکلات میں ڈالے بلکہ وہ ہر ایک بات میں تیرے لئے سہولت پیدا کرے گا۔'' (بدر ۴ اپریل ۱۹۰۷ء صفحہ ۳)

۹ مارچ ۱۹۰۷ء کو الہام ہوا۔ ''ہزاروں آدمی تیرے پَروں کے نیچے ہیں'' (بدر ۱۴ مارچ ۱۹۰۷ء صفحہ ۳)

**۱۳ مارچ:- الہامات**

''یورپ اور دوسرے عیسائی ملکوں میں ایک قسم کی طاعون پھیلے گی جو بہت ہی سخت ہوگی''

''ریاست کابل میں قریب پچاسی ہزار کے آدمی مریں گے۔'' (تذکرہ صفحہ ۵۹۵)

**۱۸ مارچ ۱۹۰۷ء:- الہامات**

''۱۔ قدرت کے دروازے کھلے ہیں۔

۲۔ نیکی یہی ہے کہ خدا کے احکام کو پورا کرنا۔

۳۔ تیری عاجزانہ راہیں اُس کو پسند آئیں۔

۴۔ جو دعائیں آج قبول ہوئیں ان میں قوت اور شوکت..... بھی ہے۔'' (تذکرہ صفحہ ۵۹۵)

**مارچ ۱۹۰۷ء:- ڈوئی کی ہلاکت ایک نشان صداقت:** امریکہ کے ڈاکٹر جان الیگزینڈر ڈوئی کے نام سے قارئین بخوبی واقف ہے۔ یہ وہی شخص ہے جس نے الیاس اور عہدنامہ کا رسول ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور بالآخر اس نے مسلمانانِ عالم کی ہلاکت کی پیشگوئی بڑے زور وشور سے اخبار لیوز آف ہیلنگ میں کی تھی۔ جس پر حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۹۰۲ء کی تیسری سہ ماہی میں اس کا ایک جواب انگریزی زبان میں بکثرت امریکہ میں شائع کیا تھا اور ستمبر ۱۹۰۲ء کے دو میگزین میں اس کا ترجمہ دیا گیا تھا اور اخبارات سلسلہ میں بھی اس کا ذکر کیا گیا اس پیشگوئی کا خلاصہ یہ تھا کہ

**''کاذب صادق کی زندگی میں ہلاک ہو جائے گا''**

چنانچہ اس پیشگوئی کے شائع ہونے کے بعد امریکہ کے اخبارات میں ایک شور مچ گیا اور ایک سو سے بھی زیادہ وقیع اور کثیر الاشاعت اخبارات نے اس پیشگوئی کو شائع کیا اور بڑے زوردار الفاظ میں اس کو شہرت دی جس کا خلاصہ انہیں دنوں سلسلہ کے اخبارات میں شائع کیا گیا۔ اس پیشگوئی کی اشاعت جب کافی طور پر ہو چکی تو ڈوئی پر مصائب کا نزول شروع ہو گیا پہلے اس کی ایک چہیتی لڑکی فوت ہوئی جس پر عرصہ دراز تک ڈوئی نوحہ و بکا کرتا رہا۔ اور اس صدمہ کو اس نے غیر معمولی صدمہ محسوس کیا۔ ایسا ہی اس کی ناجائز پیدائش کے راز نے افشا ہو کر اسے ذلیل کیا پھر خود اس کا اپنا چال چلن اور اس کی بیوی کا چلن

مشکوک ثابت ہوا۔ بالآخر وہ ذلیل و رسوا ہو کر اپنے شہر سے نکالا گیا اور وہ جائیداد جو اس نے پیدا کی تھی وہ دوسرے حریف کے قبضہ میں منتقل ہوئی اور خود اس کی بیوی اس کی دشمن ہوگئی جس قسم کی ذلتوں اور روسیاہیوں سے وہ عدالت کی کش مکش میں کھینچا گیا اس کے بیان کرنے کے لئے بڑی تفصیل کی حاجت ہے عدالتوں میں نامرادی کا منہ دیکھا اور فالج کی بیماری نے سخت لاچار کر دیا اور آخر خدا تعالیٰ کے وعدے کے موافق **کذاب ڈوئی صادق کی زندگی میں مرگیا**۔ اور صادق پکار اٹھا۔

یہ میرے رب سے میرے لئے اک گواہ ہے
یہ میرے صدق دعویٰ پہ مہر الہ ہے

## ۱۹؍مارچ ۱۹۰۷ء:- ڈوئی کی ہلاکت کے نشان کے متعلق آپ نے فرمایا:

فرمایا۔ ''ڈوئی کے ساتھ کوئی ہمارا ذاتی جھگڑا نہ تھا بلکہ وہ مذہب عیسوی کا اس زمانہ میں ایک ہی پیغمبر تھا اور تمام دنیا کے مسلمانوں کو ہلاک کرنے کے واسطے دعا اور کوشش میں مصروف تھا۔ پس اس کی ہلاکت......اور عیسائیت کے مابین فیصلہ ہو گیا ہے.........وہ......یہی ڈوئی تھا اور اتنا بڑا آدمی تھا کہ اس کے مرنے کی تاریں فوراً تمام دنیا میں دی گئی تھیں اور صدہا اخباروں میں اس کا ذکر چھپا کرتا تھا اور سب لوگ اسے بخوبی جانتے ہیں لیکھرام وغیرہ کے حالات تو اسی ملک میں محدود تھے اور ممکن ہے کہ ان کے متعلق پیشگوئی اور پھر ان کی موت کی خبر ان ممالک میں نہ پہنچی ہو۔ مگر اس کے متعلق کوئی ایسا نہیں کہہ سکتا لیکھرام تو صرف پنجاب اور بعض علاقہ جات ہند میں مشہور تھا ورنہ ایک گمنام اور بے نشان آدمی تھا لیکن ڈوئی کے نام اور حالات سے یورپ اور امریکہ کے بادشاہ بھی واقف تھے۔ اس نے ایک دفعہ دنیا کے گرد دورہ کیا تھا اور ہند کے جزیرہ سیلون میں بھی آیا تھا جو شخص ایسے عظیم الشان نشان کا بھی انکار کرے وہ بہت ہی بے حیا ہوگا اور اس کا جرم قابل عفو نہ ہوگا قدرت خدا اُدھر ڈوئی مرا ادھر بذریعہ الہام ہم کو اس کی موت کی خبر دی گئی اور ساتھ ہی الہام ہوا۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّادِقِیْنَ۔ یہ اس مباہلہ کی طرف اشارہ تھا جو اس کے اور میرے درمیان ہو چکا تھا کہ خدا تعالیٰ نے صادق کو فتح دی۔''

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۱۸۵۔۱۸۶)

## ۳۱؍مارچ ۱۹۰۷ء:- طاعون

''طاعون امسال نہایت ہی خطرناک طریق پر ترقی کر رہا ہے اور آسمان کی جو حالت ہے وہ بہت ڈرانے والی ہے یہ دن ہوتے تھے کہ دھوپ کی حدت سے طاعونی وارداتوں میں کمی شروع ہو جاتی تھی لیکن آسمان پر بادل ایسے محیط ہوئے ہیں کہ ایک دن اگر مطلع صاف ہے تو دوسرے دن غلیظ بادل اور سرد ہوائیں دسمبر اور جنوری کے مہینہ کو یاد دلاتی ہیں اللہ تعالیٰ اپنی عاجز مخلوق پر رحم فرمائے۔

''صرف ایک ہفتہ کی طاعون کی کارکردگی سنگدل سے سنگدل شخص کے رونگٹے کھڑے کر دینے کے لئے کافی ہے کیونکہ ہفتہ مختتمہ مارچ ۱۹۰۷ء کے اندر تمام ہندوستان میں حسب ذیل اموات درج کی گئی ہیں۔ یعنی ۶۲ ہزار ۸ سو ۹۷ وارداتیں اور (۵۳۶۸۱) موتیں ہوئیں۔

"اس وقت تمام ہندوستان میں پنجاب میں سب سے زیادہ طاعون ہے اور اس کے بعد صوبہ جات متحدہ میں کو بلحاظ ایک ملحقہ ضلع کی کثرت اموات کے ضلع مظفر نگر سب سے بڑھا ہوا ہے جہاں ایک ہفتہ کے اندر بیس ہزار اموات ایک ضلع میں ہوں۔ بعض شہر اور دیہات تو بالکل ویران اور برباد ہو رہے ہیں۔ ضلع مظفر نگر کا کیا حال ہوگا کہ جہاں بیس ہزار کے قریب اموات ایک ہفتہ میں ہوئیں۔ جبکہ ضلع گوجرانوالہ میں آگ بول گیا ہے اور کئی گھر بالکل بند ہو گئے ہیں اور خانماں برباد ہو گئے ہیں کہ جہاں کی ہفتہ وار اوسط سوا پانچ ہزار ہے اور مجھے ذاتی علم سے معلوم ہے کہ وہاں لوگوں کی کیسی ناگفتہ بہ حالت ہے۔ ایک صاحب نے جو دو روز کے لئے اپنے گھر گوجرانوالہ میں ایسٹر کی تعطیلات میں گئے تھے بیان کیا کہ قبرستان میں جنازوں کی یہ کثرت ہے کہ بعض لوگ ایک جنازے کے ہمراہ جاتے ہیں۔ چار چار چھ چھ گھنٹے قبرستان سے واپس نہیں آ سکتے کیونکہ جنازوں کا تانتا لگا رہتا ہے اور وہ یکے بعد دیگرے سب میتوں کے جنازے پڑھتے رہتے ہیں اور یہی حال لاہور کے قبرستان میں ہے۔ خاص لاہور میں یہی کہ جہاں روزانہ وارداتوں کی تعداد زیادہ سے زیادہ (۱۴۰) تک سرکاری طور پر یہی درج رجسٹر ہو چکی ہے۔ چھوٹا موٹا نمونہ محشر برپا ہے۔ قبرستان اور مرگھٹ کی طرف لاشوں کا تانتا بندھا ہوا ہے کسی کو اپنی سلامتی پر ذرا بھروسہ نہیں رہا۔"

(الحکم ۱۴؍اپریل ۱۹۰۷ء صفحہ ۷)

## ۹؍اپریل ۱۹۰۷ء:۔ نشانات کی بارش

بدر نے تحریر کیا:

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔" حضرت مسیح کی تصنیف حقیقۃ الوحی میں نشانات کے انتخاب کے ساتھ آپ نے ارادہ فرمایا تھا کہ تازہ نشانات کا اندراج بھی کر دیا جاوے اس دن سے نشانات کی بارش اس زور سے ہو رہی ہے کہ ہنوز ایک نشان اپنے تمام لوازمات کے ساتھ کتاب میں پورے طور پر درج نہیں ہو سکتا کہ ایک اور نشان ظاہر ہو جاتا ہے اور اس طرح کتاب کی اشاعت کی تاریخ دن بدن آگے بڑھتی چلی جاتی ہے۔

## آسمانی گولہ

"چراغ دین جمونی کا اپنے مباہلہ کے مطابق طاعون سے ہلاک ہونا۔ سیلاب والی پیشگوئی کا پورا ہونا۔ بہار میں ثلج کا زور۔ زلزلے آنا۔ پھر ڈوئی کی ہلاکت وغیرہ دیگر نشانات ناظرین اخبار میں دیکھ چکے ہیں انہوں نے وقتاً فوقتاً کتاب کی اشاعت کو ملتوی کیا۔ پھر کتاب بالکل تیار تھی کہ ۷؍مارچ والے الہام ۲۵ روزہ کے مطابق آسمان سے آگ گرنے کا نشان ظاہر ہوا۔ جس کے متعلق ہر طرف سے خطوط آ رہے ہیں کہ ۳۱؍مارچ ۱۹۰۷ء کو قریب ۴ بجے شام ایک ہیبت ناک آسمانی گولہ گرا جس سے بعض لوگ بے ہوش ہو کر گر گئے۔

## بابوالٰہی بخش

''ابھی آتشی کو لے کے متعلق خبریں اور خطوط آ ہی رہے تھے کہ لاہور سے خبر آئی ہے کہ بابو الٰہی بخش اکونٹنٹ جو حضرت کی مخالفت میں ملہم ہونے کا دعویٰ رکھتا تھا اور کہتا تھا کہ میں موسیٰ ہوں اور سلسلہ احمدیہ کی تردید میں ایک کتاب بنام عصائے موسےٰ لکھی تھی اور اس میں سلسلہ کی تباہی اور آپ کی ترقی اور عروج کی پیشگوئی کی تھی۔ گذشتہ اتوار کو طاعون سے ہلاک ہوگیا۔

## ایڈیٹر شبھ چنتک مرگیا

''قادیان سے آریوں کا ایک اخبار شبھ چنتک نام نکلتا تھا جو گندہ دہانی میں تمام آریوں سے بڑھ کر تھا اس کی فحش بدزبانی کے سبب ہم نے کبھی پسند نہ کیا تھا کہ اس کا ذکر بھی کریں مگر خدا بھلا ایسوں کو کب تک چھوڑتا ہے آخر ان کی بدزبانی نے کتاب ''قادیان کے آریہ اور ہم'' لکھوائی جس میں حضرت مسیح موعود نے خدا سے چاہا کہ (......) اور ان بدزبانوں کے درمیان فیصلہ ہو۔ اس کے بعد اول تو اخبار قادیان سے بند ہو کر بٹالہ چلا گیا اس کے بعد اس کا مینیجر اور (غالباً مالک) اچھر چند بمعہ اپنے ایک ہی بھائی کے طاعون سے ہلاک ہوگیا اور اس کا ایڈیٹر پنڈت سوم راج جو نہایت ہی گندہ مخالف سلسلہ حقہ کا تھا اور قادیان میں آریہ سماج کا بانی مبانی بلکہ یہاں کے سب آریوں کا لیڈر تھا وہ بھی سخت طاعون میں مبتلا ہو کر ۹/اپریل کو مرگیا ہے اور اس کا لڑکا چند روز پہلے اس کے آنکھوں کے سامنے طاعون سے ہلاک ہو چکا تھا۔ اس کی بیوی بھی طاعون سے مرگئی۔''

(بدر ۱۱/اپریل ۱۹۰۷ء)

## ۱۰/اپریل ۱۹۰۷ء:۔مخالفین کا انجام

ذکر تھا کہ لیکھرام کی یادگار میں ایک رسالہ نکلتا ہے۔ چونکہ لیکھرام نے اپنا نام آریہ مسافر لکھا تھا اس واسطے اس رسالہ کا نام بھی آریہ مسافر رکھا گیا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔

> ''وہ تو اپنے اعتراضات کا جواب اپنی موت کے ساتھ آپ ہی دے گیا ہے۔ وہ مسافر بنتا تھا خدا تعالیٰ نے اُسے ایسا مسافر بنایا کہ پھر کبھی واپس نہ آیا۔'' (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۱۹۸)

## فرعون کہنے والے ہلاک ہوئے

''ایسا ہی وہ تمام لوگ جو مجھے فرعون کہتے تھے ہلاک ہوگئے۔ محی الدین لکھو کے والے نے اپنا الہام شائع کیا تھا کہ مرزا صاحب فرعون ہیں۔ چراغ الدین نے بھی مجھے فرعون لکھا تھا۔ الٰہی بخش نے بھی مجھے فرعون لکھا۔ مگر یہ عجیب فرعون ہے کہ پہلا فرعون تو موسیٰ کے مقابلہ میں ہلاک ہوگیا تھا اور یہاں فرعون تو زندہ ہے اور موسیٰ دن بدن ہلاک ہوتے جاتے ہیں۔''

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۱۹۸)

## ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء:- البیت مبارک کی توسیع

''اللہ تعالیٰ کا بے انتہا شکر اور اس کی حمد ہے کہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ہر پہلو سے ترقی کر کے ظاہر کر رہا ہے کہ یہ سلسلہ اسی کا قائم کیا ہوا ہے اور اسی طرف سے ہے برادران طریقت کے لئے یہ خبر بڑی مسرت کا موجب ہوگی کہ (بیت) مبارک جس کو چھوٹی (بیت) کہتے ہیں اور جس کے لئے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے مَنْ دَخَلَهٗ کَانَ اٰمِنًا اس کی وسعت کے سامان پیدا ہو گئے ہیں بڑی بیت کی توسیع کی خبر ناظرین پہلے سے سن چکے ہیں اب چھوٹی بیت کے ساتھ جو ایک مکان پڑا ہوا تھا وہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو خرید کر لیا گیا ہے اور باضابطہ اس کی رجسٹری ہوگئی ہے اس مکان کے ملنے سے بیت تقریباً ۲۹ فٹ عرض میں ۳۲ فٹ طول میں بڑھ جائے گی اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ ۔ اس کی درستی اور تعمیر پر ایک بیش قرار رقم خرچ ہوگی اگر چہ وہ کریم رحیم مولا جس نے اس کی وسعت کا سامان پیدا کر دیا ہے اس کی تعمیر کے سامان بھی بہم پہنچا دے گا بہر حال یہ امر جماعت کی توجہ کے قابل ہے اس جدید تعمیر پر شائد دو ہزار سے بھی زیادہ روپیہ صرف ہو خدا اپنے فرمانبردار بندوں کے دلوں میں اس کار خیر کے لئے القا کرے۔ آمین۔'' (الحکم ۱۷ اپریل ۱۹۰۷ء)

## ۷ مئی ۱۹۰۷ء:- ملکی شورش میں حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کو نصیحت

''تقسیم بنگال'' کے نتیجہ میں جو شورش اُٹھ کھڑی ہوئی تھی اس نے ۱۹۰۷ء کے آغاز میں زیادہ خطرناک صورت اختیار کر لی۔ لہٰذا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ۷ مئی ۱۹۰۷ء کو ایک اشتہار میں اپنی جماعت کو پر زور نصیحت و ہدایت فرمائی کہ وہ ملکی شورش سے بالکل الگ رہے۔ اس سلسلہ میں ۱۲ مئی ۱۹۰۷ء کو ۵ بجے شام ایک جلسہ بھی منعقد کیا گیا۔

(جلد دوم تاریخ احمدیت صفحہ ۴۹۴)

**۱۸ مئی ۱۹۰۷ء** ''فرمایا میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ بادل چڑھا ہے میں ڈرا ہوں مگر کسی نے کہا کہ تمہارے لئے مبارک ہے قرآن کریم سے بھی ثابت ہے کہ عذاب کو بادل کے رنگ میں دکھایا جاتا ہے۔''

(بدر ۲۳ مئی ۱۹۰۷ء صفحہ ۴)

## ۱۴ مئی ۱۹۰۷ء:- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انکسار

ایک شخص نے حضرت کی خدمت میں عرض کی کہ حضور نے حقیقۃ الوحی کے لکھنے اور پروفوں کے بار بار پڑھنے میں بہت محنت اٹھائی ہے اور یہی وجہ ہے کہ بار بار حضور کی طبیعت علیل ہو جاتی ہے اب حضور چند روز آرام فرمائیں اور پڑھنے لکھنے کے کام کو بالکل ترک فرما دیں۔ حضرت نے جواب میں فرمایا۔

''ہماری محنت ہی کیا ہے۔ ہمیں تو شرم آتی ہے جبکہ صحابہ.......... کی محنتوں کی طرف نگاہ کرتے ہیں کہ کس طرح خوشی کے ساتھ انہوں نے خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے سر بھی کٹوا دیئے۔''

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۲۲۳)

# اراکین خصوصی واراکین مجلس عاملہ انصاراللہ پاکستان

برائے سال 2007ء/1386ہش

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 1386ہش/2007ء کے لئے مندرجہ ذیل اراکین خصوصی ومجلس عاملہ انصاراللہ پاکستان کی منظوری عطاء فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو احسن رنگ میں خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

## اراکین خصوصی

1 مکرم ومحترم چوہدری حمیداللہ صاحب

2-مکرم ومحترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب

3-مکرم ومحترم چوہدری شبیر احمد صاحب

## اراکینِ مجلس عاملہ

| | |
|---|---|
| 1-نائب صدر اول | مکرم حافظ مظفر احمد صاحب |
| 2-نائب صدر وقائد تعلیم | مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب |
| 3-نائب صدر | مکرم منور شمیم خالد صاحب |
| 4-نائب صدر صف دوم | مکرم راجہ منیر احمد خان صاحب |
| 5-قائد عمومی | مکرم قریشی سفیر احمد صاحب |
| 6-قائد تربیت | مکرم مبارک احمد طاہر صاحب |
| 7-قائد تربیت نومبائعین | مکرم ضیاء اللہ مبشر صاحب |
| 8-قائد تعلیم القرآن ووقف عارضی | مکرم عبدالسمیع خان صاحب |
| 9-قائد اصلاح وارشاد | مکرم محمد اعظم اکسیر صاحب |
| 10-قائد مال | مکرم سید طاہر احمد شاہ صاحب |
| 11-قائد ذہانت وصحت جسمانی | مکرم عبدالجلیل صادق صاحب |
| 12-قائد اشاعت | مکرم ملک منور احمد جاوید صاحب |
| 13-قائد تحریک جدید | مکرم محمد اسلم شاد منگلا صاحب |
| 14-قائد وقف جدید | مکرم لطیف احمد شاہد صاحب |
| 15-قائد ایثار | مکرم شاہد احمد سعدی صاحب |
| 16-قائد تجنید | مکرم منیر احمد بسمل صاحب |
| 17-آڈیٹر | مکرم خالد محمود الحسن بھٹی صاحب |
| 18-معاون صدر | مکرم سید قاسم احمد شاہ صاحب |
| 19-معاون صدر | مکرم ڈاکٹر سلطان احمد مبشر صاحب |
| 20-زعیم اعلیٰ ربوہ | مکرم نصیر احمد چوہدری صاحب |
| 21-مدیر ماہنامہ انصاراللہ | مکرم نصیر احمد انجم صاحب |

خاکسار

مرزا غلام احمد

صدر مجلس انصاراللہ پاکستان